اَلْغُرَرُ وَالدُّرَرْ فِيْ سِيْرَةِ خَيْرِ الْبَشَرْ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا پہلا اُردو ترجمہ بنام

سیرتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

"تالیف"

امام عزالدین محمد ابن جماعۃ رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 819 ہجری

"ترجمہ و تحقیق"

فضیلۃ الاستاذ

مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

ناشر

جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

"نور مسجد" کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 021.32439799

طباعتی تفصیلات

کتاب	:	اَلْغُرَرُ وَالدُّرَرْ فِيْ سِيْرَةِ خَيْرِ الْبَشَرْ علیہ الصلوٰۃ والسلام
اُردو نام	:	سیرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
مؤلف	:	امام عزالدین محمد ابن جماعۃ رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	:	فضیلۃ الاستاذ مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ
تقدیم	:	شیخ الحدیث مفتی عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ
سن اشاعت	:	صفر المظفر 1437ہجری / دسمبر 2015
سلسلہ اشاعت	:	260
تعداد	:	4600
ناشر	:	جمعیّت اشاعت اہلسنّت، (نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 021.32439799)

خوشخبری : یہ رسالہ اس ویب سائٹ پر بھی موجود ہے:

www.ishaateislam.net

فہرست مضامین

شرفِ اِنتساب

امام عبداللہ بن محمد سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 1194 ہجری

(آبائی علاقہ، عادل پور، ضلع گھوٹکی، مضافات سکھر، پاکستان)

شاگردِ رشید، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حیات سندھی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کی سیرت نبوی پر کتاب " **مواہب العلام فی فضائل سید الانام** "

ایک حسین گلدستہ ہے۔*

اعجاز

* ادارہ جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کا شعبہ تصنیف و تالیف اس کتاب کی تحقیق و تخریج کا کام کر رہا ہے جو ان شاء اللہ تعالی عنقریب منظر عام پر آئے گا۔ اسے **ڈاکٹر ظہور احمد اظہر** کی نگرانی میں **ڈاکٹر طاہر رضا بخاری**، لاہور نے مخطوط کی دنیا سے نکال کر اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور پی ایچ ڈی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی، ان شاء اللہ جلد ہی اس کا اُردو ترجمہ راقم الحروف کی جانب سے پیش کیا جائے گا۔

"تقدیم"

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے محبوب کریم ﷺ کی سیرت سے متعلقہ اس مختصر سی کتاب کے ترجمہ کروانے کی توفیق مرحمت فرمائی، ہماری ہر سال یہ کوشش ہوا کرتی ہے کہ علمائے اہلسنّت کی تصانیف میں سے سیرت نبوی اور میلاد کے حوالے سے بھی کوئی نہ کوئی کاوش منظر عام پر لاتی رہے، اسی تناظر میں بحمد اللہ ادارہ کچھ رسائل شائع کر چکا ہے، لہٰذا اب امام عزالدین ابن جماعہ کے ایک رسالے کا ترجمہ پیش خدمت ہے جو کہ آسان و مختصر سیرت نبوی کی تفہیم میں بہت معاون ہوگی، یہ رسالہ ہمارے یہاں کے بچوں، نوجوانوں اور خصوصاً عام خواتین کے لیے معلومات افزا ہے جس سے انہیں سیرت نبوی کی اہم معلومات حاصل ہوں گی۔ ان شاء اللہ

مترجم مفتی محمد اعجاز مدظلہ نے ترجمہ کے دوران وضاحت کیلئے کتاب کے محقّق عدنان ابوزید کی تحقیق سے بھی استفادہ کیا، اسکے علاوہ "سبل الہدی والرشاد" اور "بذل القوۃ" بطور خاص ان کے پیش نظر رہی، بلکہ آپ نے قوسین کے درمیان والی اکثر عبارات کو انہیں کے تناظر میں لکھ کر مفہوم کو واضح کیا ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکا تمام ہی ناموں اور مقامات وغیرہ کے فونٹ کو عربی میں تبدیل کر کے اعراب کا بھی اہتمام کر دیا ہے تاکہ مطالعہ کے دوران کم از کم تلفظ و ادائیگی درست طور پر حاصل ہو سکے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) اس رسالہ کو اپنے سلسلہ اشاعت کے 260 ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے، اللہ تعالیٰ مترجم اور اراکین ادارہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

محمد عطاء اللہ نعیمی

(خادم الحدیث والافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

"تعارف"

امام عزالدین محمد ابن جماعۃ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ونسب یوں ہے:

قاضی القضاۃ امام عزالدین محمد بن ابو بکر بن عبد العزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ کنانی حموی مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہم

امام عزالدین ابن جماعۃ رحمۃ اللہ علیہ 749ھ کو عرب کی جانب واقع "بحر احمر" کے ساحلی علاقے "یَنْبُعْ" میں پیدا ہوئے۔

تاریخ اسلام میں "ابن جماعۃ" کے لقب سے شہرت پانے والے کئی مشاہیر گزرے ہیں، جن میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ قاضی القضاۃ بدرالدین محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ کنانی حموی مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہم، ان کا وصال 733ہجری میں ہوا۔[1]

2۔ قاضی القضاۃ عزالدین عبد العزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ کنانی مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہم، ان کا وصال 767ہجری میں ہوا۔[2]

3۔ قاضی القضاۃ امام بدرالدین ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ کنانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ان کا وصال 790ہجری میں ہوا۔[3]

1۔ البدایہ والنہایہ (14/163)، الدرر الکامنۃ (3/280)، شذرات الذہب (6/105)

2۔ طبقات الشافعیہ لابن قاضی شہبہ (2/253)، الدرر الکامنۃ (2/378)

3۔ الدرر الکامنۃ (1/38)، شذرات الذہب (3/105)، طبقات لابن شہبہ (2/290)

اَساتذہ وشیوخ

1۔ احمد بن علی بن عبد الکافی بہاء الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ
2۔ احمد بن محمد علاء الدین سیرامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ
3۔ عبد الرحمن بن محمد بن محمد حضرمی مالکی المعروف ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ
4۔ قاضی القضاۃ عزالدین عبد العزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ رحمۃ اللہ علیہ، یہ امام موصوف کے دادا تھے۔
5۔ شیخ عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ
6۔ شیخ الاسلام عمر بن رسلان بن نصیر المعروف سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ
7۔ قاضی حنفیہ، سراج الدین شیخ محمد بن اسحاق بن احمد غزنوی ہندی رحمۃ اللہ علیہ
8۔ شیخ شمس الدین محمد بن خلیل بن محمد عرضی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
9۔ قاضی حنفیہ، شیخ محمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمود المعروف جار اللہ رحمۃ اللہ علیہ

شاگردین

1۔ شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
2۔ شیخ الاسلام صالح بن عمر بن رسلان علم الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ
3۔ شیخ جمال الدین عبد اللہ بن محمد بن طیمان مصری طیمانی رحمۃ اللہ علیہ
4۔ شیخ علاء الدین علی بن احمد قلقشندی رحمۃ اللہ علیہ
5۔ شیخ محمد بن علامہ زادہ احمد بن محمد حنفی المعروف ابن مولانازادہ رحمۃ اللہ علیہ
6۔ شیخ شمس الدین محمد بن احمد عثمان بن نعیم بسطی مالکی رحمۃ اللہ علیہ
7۔ شیخ نجم الدین محمد بن ابو بکر بن علی بن یوسف مرجانی رحمۃ اللہ علیہ

8۔ شیخ محمد بن حسن بن علی بن عثمان نواجی شاعر رحمۃ اللہ علیہ

ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی آراء

1۔ امام ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(تحصیل علم تفسیر وحدیث وغیرہ کے بعد) آپ معقولات کے علوم کی جانب متوجہ ہوئے اوراس میں مہارت تامہ حاصل کی یہاں تک کہ اس شہر کے تمام ہی طلباء پر فوقیت لے گئے اور بہت سی کتابیں بھی تالیف فرمائیں، نیز میں نے ان کی جتنی بھی مطالعہ شدہ کتب کو دیکھا تو ان تمام ہی پر انکے حواشی وافادات لکھے ہوئے پائے، اس کے علاوہ فن خطابت میں تو اپنے زمانہ میں بے مثال تھے۔[4]

2۔ امام قاضی ابن شہبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ علوم ادبیہ، عقلیہ اور کتاب وسنت کے علوم میں اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے تھے، آپ سے اکثر اہل مصر نے استفادہ کیا ہے۔[5]

تصانیف

1۔ الإمداد فيما يتعلق بالجهاد

2۔ الأنوار في الطب

3۔ التبيين شرح الأربعين النووية

4۔ حاشية على شرح الألفية لابن المصنف

5۔ حاشية على التوضيح

4۔ انباء الغمر لابن حجر (3/115)

5۔ طبقات الشافعیہ لابن قاضی شہبہ (2/379)

6۔ حاشية على منهاج الأصول للبيضاوى

7۔ حاشية على مطالع الأنوار للأرموى فى المنطق

8۔ شرح علوم الحديث لابن الصلاح

9۔ شرح القواعد الصغرىٰ لابن هشام

10۔ الغرر والدرر فى سيرة خير البشر صلى الله عليه وآله وسلم

وفات

سن 819 ہجری میں قاہرۃ میں طاعون کی وباء پھیلی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کو حمام میں جانے سے منع کرتے رہے پھر جب وہاں سے یہ وباء ختم ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حمام میں گئے لیکن جب باہر آئے تو طاعون کی بیماری لگ چکی تھی لہٰذا اسی مرض میں ربیع الآخر میں وصال فرمایااوریوں علم وحکمت کا یہ مہر درخشاں ایک زمانے تک متلاشیانِ علم وحق کو اپنی روشنی سے منور کرتا ہوا بالآخر آسودہ خاک ہوا۔

اللہ تعالیٰ انکی خدمات کو قبول فرمائے اورانہیں اپنی جناب سے اجر عظیم بخشے نیز اُمت مسلمہ کو ان کے علمی سرمائے سے مستفید ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک ایسی مختصر تالیف ہے جو علمی لحاظ سے گراں قدر اور سیرتِ سیّدنا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہم عنوانات پر مشتمل ہے، میں (امام ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کا نام " اَلْغُرَرُ وَالدُّرَرْ فِيْ سِيْرَةِ خَيْرِ البَشَرْ علیہ الصلوۃ والسلام " رکھا ہے۔

" وَعَلَى اللهِ الكَرِيْمِ اِعْتِمَادِيْ وَاِلَيهِ تَفْوِيْضِيْ وَاسْتِنَادِيْ

وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الوَكِيْل "

نسب مبارک

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا سلسلہ نسب یوں ہے:

اَبُوْ القَاسِمْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبدِ الله بن عَبْدِ المُطَّلِبْ بن هَاشِم بن عَبْدِ مَنَاف بن قُصَىّ بن كِلَاب بن مُرَّة بن كَعْب بن لُؤَىْ بن غَالِبْ بن فِهْر بن مَالِك بن نَضْر بن كِنَانَة بن خُزَيْمَة بن مُدْرِكَة بن اِلیَاس بن مُضَر بن نِزَار بن مَعَدّ بن عَدْنَان -

یہاں تک کے شجرۂ نسب پر سب (مؤرخین وسیرت نگاروں) کا اتفاق ہے۔[6]

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے اسمائے گرامی

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے مبارک ناموں میں سے کچھ یہ ہیں:

1۔ (سیّدنا) احمد صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم (بہت زیادہ تعریف کرنے والے)

2۔ (سیّدنا) ماحی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم (برائی کو مٹانے والے)

---

6 یہاں تک کے نسب شریف میں کوئی اختلاف نہیں ہے، البتہ حضرت عدنان سے اُوپر تک کے نسب شریف میں اختلاف ہے اور اس بارے میں کئی اقوال باہم متعارض ہیں، اسی لیے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم جب اپنا نسب بیان کرتے ہوئے حضرت عدنان تک آتے تو رک جاتے اور فرماتے: "نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے"۔ سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمَا فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ چاہتا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم بتادیں تو آپ (سیّدنا آدم عَلَیۡہِ السَّلَام تک کا شجرۂ نسب بھی)ضرور بتا دیتے۔ امام ابن دحیہ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ نے فرمایا: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے حضرت عدنان تک کے نسب شریف پر علمائے کرام کا اجماع ہے اور اجماع علمائے کرام "حجت" ہے لہٰذا اس سے تجاوز نہ کرنا چاہے۔ (ملخصاً "المورد الروی")

3۔	(سیّدنا) حاشر ﷺ	(لوگوں کو جمع فرمانے والے)
4۔	(سیّدنا) عاقب ﷺ	(سب سے آخر میں آنے والے)
5۔	(سیّدنا) مُنَقِّی ﷺ [7]	
6۔	(سیّدنا) نبی التوبہ ﷺ	(توبہ والے)
7۔	(سیّدنا) نبی الرحمۃ ﷺ	(رحمت والے)
8۔	(سیّدنا) نَبِیُّ المَلْحَمَةِ ﷺ	(جہاد فرمانے والے)
9۔	(سیّدنا) فاتح ﷺ	(فتح حاصل کرنے والے)
10۔	(سیّدنا) عبد اللہ ﷺ	(اللہ کے خاص بندے)
11۔	(سیّدنا) مبشر ﷺ	(بشارت سنانے والے)
12۔	(سیّدنا) نذیر ﷺ	(ڈرانے والے)
13۔	(سیّدنا) امین ﷺ	(امانت دار)
14۔	(سیّدنا) مصطفٰی ﷺ	(چنے ہوئے)
15۔	(سیّدنا) مُتَوَکِّل ﷺ	(توکل فرمانے والے)
16۔	(سیّدنا) طٰہٰ ﷺ	(قرآن میں ذکر ہے لیکن ان کا معنی معلوم نہیں)

7۔ اہل سیرت نے اس نام کا ذکر نہیں کیا، امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی "القول البدیع" اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی متفرق تصانیف میں بھی اس نام کا تذکرہ موجود نہیں، نیز سندھ کے جلیل القدر عالم مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کی اسمائے نبوی کی جامع ترین کتاب "حدیقۃ الصفاء" جس میں آپ ﷺ کے 1177 ناموں کو جمع کیا گیا ہے اس میں بھی اس نام کا ذکر نہیں، البتہ اَلْمُقْتَفِی ﷺ اور اَلْمُقَفِّی ﷺ کا تذکرہ ہے ممکن ہے کہ سہواً یہاں مُنَقِّی ﷺ لکھا گیا ہو۔

17۔ (سیّدنا) یٰسین ﷺ (قرآن میں ذکر ہے لیکن ان کا معنی معلوم نہیں)

تنبیہ۔ شیخ ابن دحیۃ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر اسمائے رسول کو تلاش کیا جائے تو ان کی تعداد تین سو کے قریب پہنچتی ہے۔[8]

آپ ﷺ کی والدۂ ماجدہ

ان کا نام آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب بن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب ہے۔

صحیح قول کے مطابق جب آپ ﷺ کی والدہ حمل سے تھیں تو ولادت سے دو مہینے قبل آپ ﷺ کے والد (سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ) کا وصال ہوا۔[9]

---

8 سیّدی امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ "اسماء النبی ﷺ" کے بارے میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسمائے شرف مسمیٰ سے ناشئ ہے، آٹھ سو ۸۰۰ سے زائد مواہب و شرح مواہب میں اور فقیر نے تقریباً چودہ سو ۱۴۰۰ پائے اور حصر ناممکن۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۸ صفحہ ۳۶۵ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جبکہ مخدوم زماں شیخ الاسلام محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب میں باقاعدہ اسماء النبی ﷺ کو جمع کیا ہے اور اس میں ۱۸۱ اتک اسمائے گرامی لکھے ہیں، نیز دوران ترجمہ الدولۃ المکیۃ کا مطالعہ کرتے ہوئے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا حاشیہ نظر سے گزرا وہ لکھتے ہیں: کتاب اسماء النبی، صوفی برکت علی صاحب سالار والا، ۲۴ جنوری ۱۹۹۷ نے چار ضخیم اور خوب صورت جلدوں پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے جس میں حضور ﷺ کے دو ہزار ۲۰۰۰ اسماء گرامی جمع کیے ہیں (الدولۃ المکیۃ، مترجم ۱۲۸) اور حصر و شمار بہر حال ناممکن۔ ابو محمد غفرلہ

9 امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ کو قریشی تاجروں کے ہمراہ شام کے شہر غزۃ میں غلہ خریدنے کے لیے بھیجا، وہاں سے لوٹتے وقت وہ بیمار ہوگئے، لہٰذا راستے میں مدینہ منورہ میں ہی اپنے والد کے ننھیال بنی عدی ابن نجار کے یہاں ایک مہینہ تک قیام =

جبکہ بعض نے کہا:(ولادت کے)دو مہینے(بعد)،بعض نے کہا:(ولادت کے) ساتمہینے(بعد)،بعض نے کہا:(ولادت کے)اٹھائیس مہینے(بعد)اور بعض کے مطابق تیس مہینے(بعد آپ ﷺ کے والد کا وصال ہوا)۔

بطن مادر میں جلوہ فرمائی کی مدت

کہا گیا:والدۂ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارکہ میں جلوہ فرمارہنے کی مدت دس مہینے تھی ،جبکہ بعض نے نو،بعض نے آٹھ،بعض نے سات اور بعض نے چھ مہینے بیان کی ہے۔

آپ ﷺ کی پیدائش

مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال،ربیع الاوّل کے مہینے میں پیر کے روز پیدا ہوئے،جبکہ صحیح یہ ہے کہ ربیع الاوّل [10] کی دسویں رات طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے،بعض حضرات نے دو،بعض نے تین،بعض نے آٹھ اور بعض

=

فرمایا اور پھر انتقال فرمایا اور بنو نجار کے محلے میں تدفین ہوئی جیسا کہ طبقات ابن سعد (1/99)اور سیرت ابن ہشام(1/167)وغیرہ میں مذکور ہے۔

10؎ محققین علمائے تاریخ وسیرت نے بارہ ربیع الاوّل کی تاریخ کو ہی درست قرار دیا ہے نیز تقویمی اور واقعاتی لحاظ سے بھی یہی تاریخ ترجیح پاتی ہے،امام قطب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:اسی قول کو ائمہ حدیث نے اختیار کیا اور یہ قول سیّدنا ابن عباس اور جبیر بن مطعم سے مروی ہے اور اکثر ایسے افراد جنہیں کچھ تاریخی معرفت حاصل ہے،اُن کا بھی یہی قول ہے،اِسی کو امام حمیدی اور اُن کے شیخ ابن حزم نے اختیار کیا ہے جبکہ شیخ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے"عیون المعارف"میں لکھا ہے کہ اہل ہیئت کا بھی اسی پر اجماع ہے۔(ملخصًا من"المورد الروی")

نے بارہ ربیع الاوّل کی تاریخ پیدائش بیان کی ہے، **بعض** حضرات نے بارہ رمضان اور **بعض** نے ربیع الآخر کا بھی کہا ہے (لیکن آخری دونوں قول اہل سیرت کے یہاں بالکل مستند قرار نہیں پائے)۔

آپ ﷺ کی صفات

تنبیہ : آپ ﷺ ختنہ شُدہ اور مسکراتے ہوئے پیدا ہوئے۔

سیّدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

سیّدنا آدم علیہ السلام ختنہ شُدہ پیدا ہوئے اور آپ کی اولاد میں سے 13 انبیائے کرام بھی ناف بریدہ پیدا ہوئے:

حضرت محمد ﷺ، شیث علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، نوح علیہ السلام، سام علیہ السلام، لوط علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام۔

یہ بھی کہا جاتا ہے: آپ ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب نے پیدائش کے ساتویں دن ختنہ کیا، لوگوں کی دعوت کی اور آپ ﷺ کا نام "محمد" رکھا، آپ ﷺ کی پیدائش کی رات ایوانِ کسریٰ میں دراڑ پڑ گئی اور اسکے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے، فارس کے آتش کدے کی وہ آگ جو ہزار سال سے روشن تھی، ٹھنڈی ہو گئی اور ساوہ کا تالاب خشک ہو گیا، ابلیس آسمان سے خبر چرایا کرتا تھا جب سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اسے تین مقامات سے روک دیا گیا لیکن جب محمد ﷺ کی پیدائش ہوئی تو اسے آسمانی ہر مقام میں جانے سے روک دیا گیا۔

آپ ﷺ کی رضاعت [11]

آپ ﷺ کو ابو لہب کی لونڈی سیّدہ ثُوَیْبَۃ اَسْلَمِیَّۃ رضی اللہ عنہا نے ابتدائی ایام میں اپنے بیٹے "مَسْرُوْح" کے ساتھ دودھ پلایا، ان کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے (لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ اسلام لے آئیں تھیں)۔ [12]

بعد اَزاں اُمّ کبشہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا۔ [13]

11۔ امام ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: آپ ﷺ کو جتنی بھی عورتوں نے دودھ پلایا وہ سب ہی اسلام لائیں۔(زرقانی علی المواہب، المقصد الاول، باب رضاعہ، 1/258)

12۔ سیّدہ ثویبہ رضی اللہ عنہا مشہور دشمن رسول ابو لہب کی لونڈی تھی، آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر دینے پر اس نے انہیں آزاد کردیا تھا جس کا صلہ مرنے کے بعد بھی اسے دیا گیا، انہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا، یہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے بعد جب بھی آپ ﷺ سے ملاقات کرنے آتیں تو خدیجہ رضی اللہ عنہا آپکی بہت تعظیم و تکریم کرتیں اور تحائف دے کر واپس رخصت کرتیں، ہجرت کے بعد بھی آپ ﷺ ان کیلئے مدینہ سے تحائف بھیجا کرتے، انہوں نے آپ ﷺ کے علاوہ سیّدنا حمزہ بن عبد المطلب اور سیّدنا جعفر بن ابی طالب اور ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی کو دودھ پلایا، آپکا وصال سات ہجری میں ہوا (الاعلام، زرکلی 2/102، طبقات ابن سعد 1/108)

13۔ سیّدہ حلیمہ بنت ابو ذؤیب عبد اللہ بن حارث ہوازنی سعدی، آپ رضی اللہ عنہا نے سیّدہ ثویبہ کے بعد دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا اور آپ کے یہاں رسول اللہ ﷺ کے بچپن کے کچھ سال بسر ہوئے، یہ اعلان نبوت کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ حاضر ہوکر مشرف بااسلام ہوگئیں تھیں، ایک بار انہوں نے مکہ مکرمہ میں حاضر ہوکر اپنے یہاں تنگ دستی کی شکایت آپ ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے سیّدہ خدیجہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے آپ کو چالیس بکریاں تحفہ میں پیش کی اور بہت تکریم فرمائی، جنگ حنین کے بعد جعرانہ کے مقام پر آپ ہی آئیں تھیں تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر بچھا کر آپ کو بٹھایا تھا نیز اسی =

آپ ﷺ کی پرورش

سیّدہ اُمّ ایمن برکتہ حبشیہ رضی اللہ عنہا [14] نے آپ ﷺ کی پرورش فرمائی، یہ آپ کے والد کی میراث میں سے آئی تھیں، کچھ عرصے بعد آپ ﷺ نے انہیں آزاد فرمایااور اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے شادی کروائی۔

آپ ﷺ کی کفالت

سب سے پہلے آپ ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب نے کفالت کی فرمائی اور جب آپ ﷺ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو ان کا وصال ہو گیا، انتقال کے وقت انہوں نے حضرت ابو طالب کو کفالت کرنے کی وصیت فرمائی۔

=

جنگ میں آپ ﷺ کی رضاعی بہن بھی قیدی بن کر آئی جنہیں آپ ﷺ نے آزاد فرما کر تکریم سے واپس فرمایا تھا۔(الاعلام، زرکلی 2/271)

14۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے اور پرورش کرنے کا شرف حاصل کیا، ان کی شان میں یہ حدیث کافی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میری ماں کے بعد میری ماں ہو، جیسا کہ "مواہب لدنیہ" (1/97) میں مروی ہے، نیز ہجرت کے دوران سفر میں انہیں پیاس لگی تو آسمان سے ایک ڈول اُترا جب اس سے سیراب ہوئیں تو کبھی پیاس نہ لگی حتی کہ سخت گرمی میں بھی روزے رکھتیں لیکن پیاس نہیں لگتی تھی، جیسا کہ طبقات ابن سعد (10/213) میں ہے۔

اعلانِ نبوت سے قبل کی زندگی

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال دو مہینے اور دس دن کی اور بعض کی مطابق نو سال کی ہوئی تو آپ ﷺ حضرت ابو طالب کے ساتھ شام کے (تجارتی) سفر پر روانہ ہوئے اور بصریٰ کے مقام پر پہنچے تو بَحِیۡرًا (راہب) نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی نشانیوں سے پہچان لیا۔

اس کے بعد دوسری مرتبہ (تجارتی) سفر پر مَیۡسَرَۃؓ (سیدہ خدیجہ کے غلام) کے ساتھ تشریف لے گئے، پس جب شام کی سرزمین پر پہنچے تو نَسۡطُوۡرَا (راہب) نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں کے بارے میں خبر دی۔

جب آپ ﷺ اس سفر سے واپس تشریف لائے تو سیّدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح انکے والد نے کیا، یہ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے جبکہ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں ان کے چچا نے نکاح کیا نیز ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے بھائی نے کیا۔

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال کی ہوئی تو تعمیر کعبہ میں شرکت فرمائی اور قریش آپ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہو گئے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے حجرِ اسود کو نصب فرمایا۔

اعلان نبوت

چالیس سال کی عمر مبارک میں اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی جانب رسول بنا کر مبعوث فرمایا، [15] بعض حضرات نے کہا:

اس وقت عمر (چالیس سال اور) دس دن، بعض کے نزدیک (چالیس سال اور) دو مہینے اور بعض کے نزدیک تینتالیس (43) سال تھی۔

پھر بعد اَزاں کفارِ مکہ نے شعب [16] کا محاصرہ کر لیا تو آپ ﷺ تقریبا تین سال تک اس میں مقیم رہے اور جب یہ محاصرہ ختم ہوا اور آپ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی عمر مبارک انچاس (49) سال تھی، اس واقعہ کے آٹھ مہینے اور گیارہ دن بعد حضرت ابو طالب کا وصال ہوا۔

جب عمر مبارک صحیح قول کے مطابق باون (52) سال کی ہوئی تو معراج کرائی گئی اور آپ ﷺ پر اور آپ کی اُمت پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

15۔ تمام انبیائے کرام پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالی جل جلالہ کے نبی قرار پا چکے ہوتے ہیں، پھر ضرورت زمانہ کے تحت انہیں اپنی نبوت کے اظہار و اعلان کا حکم دیا جاتا ہے، لہٰذا اِس اعلان کا یہ معنی نہیں ہو تا کہ چالیس سال سے پہلے نبی نہ ہوں بلکہ چالیسویں سال آپ کو نبی بنایا گیا ہو ایسا ہر گز نہیں۔

16۔ یعنی شعب ابی طالب، یہ مکہ مکرمہ کے قریب پہاڑ کی ایک گھاٹی کا نام ہے، آپ ﷺ نے کفار قریش کے سوشل بائیکاٹ کے وقت سن سات نبوی سے دس نبوی کے زمانے میں صحابہ کرام کے ساتھ یہاں اقامت اختیار فرمائی اور یہ تین سال انتہائی مشکل حالات میں گزرے۔

ہجرت مدینہ

آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی،اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ترپن(53)سال تھی، بعض نے کہا: پچپن(55)سال اور بعض کے نزدیک پچاس(50)سال تھی۔

یہ ہجرت ربیع الاوّل کے مہینے میں پیر کے روز جبکہ بعض کے نزدیک صفر کے مہینے میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاوّل پیر کے روز داخل ہوئے،اس قول کو شیخ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ [17] نے اختیار کیا ہے۔

جبکہ بعض نے کہا: آٹھ ربیع الاوّل، بعض کے نزدیک(ربیع الاوّل میں) جمعہ کے دن اور بعض کے نزدیک آغازِ ربیع الاوّل میں داخل ہوئے،البتہ مدینہ منورہ میں دس سال تک قیام پذیر رہے،اس پر سب کا اتفاق ہے۔

17۔ مصنف کتاب امام ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تالیف میں ان کا کئی مقامات پر تذکرہ کیا ہے لہٰذا اسی اہمیت کے پیش نظر ہم ان کا مختصر تعارف لکھ رہے ہیں،ان کا نام امام عبد المؤمن بن خلف بن ابو الحسن بن شرف بن خضر بن موسی دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ ہے ،یہ سن 613ہجری میں دمیاط کے مقام پر پیدا ہوئے اور بعد ازاں قاہرہ، عراق اور حرمین شریفین کے ائمہ سے استفادہ کیا انہوں نے امام منذری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی ، آپ سے استفادہ کرنے والوں میں امام مزی رحمۃ اللہ علیہ ،امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن سیّد الناس رحمۃ اللہ علیہ سر فہرست ہیں، آپ کی تصانیف میں سیرت نبوی معروف ہے جس سے آپکے شاگردین مثلاً امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وابن سیّد الناس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں اقتباسات نقل کیے ہیں، قاہرہ میں سن 705ہجری میں وصال فرمایا۔(شذرات الذہب 6/12)

"جنگیں اور اہم واقعات"

ہجرت کا پہلا سال

1۔ **غزوۂ ابواء** : یہ غزوہ "صفر" کے مہینے میں ہوا۔[18]

2۔ مذکوہ بالا واقعہ کے ایک مہینہ بعد مقیم کی نماز کو چار رکعت قرار دیا گیا۔[19]

3۔ اس سال سیّدنا عبد اللہ بن زید بن عبد ربّہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اذان کے بارے میں خواب دیکھا تو انہیں حکم دیا گیا کہ اسے بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو سیکھا دیں۔[20]

18؎ یہ اسلام کا پہلا غزوہ تھا، اسی سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جہاد کا آغاز فرمایا، اس غزوہ کا مقصود قریش کا تجارتی قافلہ روکنا تھا، اس میں پرچم سیّدنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے ہاتھوں میں تھا نیز کوئی بھی انصاری صحابی اس میں شریک نہیں تھا، اس غزوہ میں قافلہ والوں سے سامنا نہیں ہوا، اسی غزوہ کے دوران آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مقام ابواء کے سردار ابن عمرو ضمری سے ایک تحریری معاہدہ کیا کہ ہم لوگ ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہیں لڑیں گے، اس طرح پندرہ دن قیام کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ شریف مراجعت فرمائی۔

19؎ نماز کی فرضیت تو مکہ مکرمہ میں ہی ہو چکی تھی لیکن وہاں حکمت الٰہی کے پیش نظر تمام نمازوں کی صرف دو رکعتیں ادا کرنے کا حکم تھا لیکن جب مدینہ شریف میں مسلمانوں کو امن واستحکام مل گیا تو ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں فرض کو چار رکعات کر دیا گیا، مکہ مکرمہ میں چونکہ مسلمان ہر وقت ہجرت کے لیے تیار رہتے تھے اسی لیے وہاں مسافر والی نماز یعنی دو رکعت فرض کی گئی لیکن جب مدینہ منورہ میں سکونت ہو گئی تو حکم کو تبدیل فرما دیا گیا۔

20؎ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز کے لیے اعلان کی جب گفتگو فرمائی تو بہت سے آراء پیش ہوئی لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں پسند نہیں فرمایا، انہی ایام میں حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو خواب میں ایک فرشتے نے اذان کے کلمات کی تعلیم دی تو انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں عرض =

4۔ اسی سال (یہودیوں کے بہت بڑے عالم) سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔[21]

ہجرت کا دوسرا سال

1۔ اس سال ربیع الاوّل کے مہینے میں غزوہ "بُواط" ہوا۔[22]

2۔ اسی سال غزوہ "بدرِ اُولیٰ" ہوا۔[23]

=

کیا، آپ ﷺ نے اسے پسند فرماتے ہوئے حکم دیا کہ ان کلمات کو بلال کو سیکھا دیا جائے تاکہ وہ اذان کہیں، لہٰذا جب اذان کہی گئی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کی، یارسول اللہ! میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالی کی حمد بیان فرمائی۔(ملخصًا سنن ابی داود، سنن ابن ماجہ)

21؎ یہ یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے ان کا شجرۂ نسب اللہ کے نبی سیّدنا یوسف علیہ السلام سے جاملتا ہے، صحیح بخاری کی طویل روایت میں مذکور ہے:

جب آپ ﷺ نے یہودیوں سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ہم سب سے زیادہ جاننے والے نیز خود بھی اچھے اور ان کے باپ بھی ہم سب سے بہتر ہیں پھر جب انہیں آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا پتہ چلا تو کہنے لگے: نہیں، نہیں! یہ تو ہم میں سب سے بُرے اور ان کے باپ بھی بُرے ہیں اور پھر انہیں مارنے دوڑے۔(ملخصًا، صحیح بخاری، 3/1211)

22؎ یہ غزوہ بھی قریش کے تجارتی قافلہ کو روکنے کے لیے تھا جس میں سو قریشی ڈھائی ہزار اونٹوں کے ہمراہ تھے، اس غزوہ میں پرچم سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھا، صحابہ کی تعداد سو کے قریب تھی، اس بار بھی قافلے سے سامنا نہیں ہوا، لہٰذا مراجعت فرمائی۔(الوفاء)

23؎ یہ غزوہ کرز بن جابر فہری کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا جو مضافات مدینہ سے مویشی ہانک کر لے گیا تھا، اس غزوہ کا پرچم سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا، آپ ﷺ اس کے تعاقب میں بدر کے قریب وادی سفوان تک گئے لیکن وہ بچ کر نکل گیا۔(ابن ہشام، الوفاء)

3۔ پھر جمادی (اولیٰ) کے مہینے میں غزوہ "ذُوْ الْعُشَیْرَۃ" ہوا۔[24]

4۔ پھر اسی سال سترہ (17) رمضان، جمعہ کے دن غزوۂ "بدر کبریٰ" ہوا۔[25]

5۔ پھر شوال کے مہینے میں غزوہ "قَیْنُقَاع" ہوا۔[26]

6۔ پھر ذوالحجہ کے مہینے میں غزوہ "سَوِیْق" ہوا۔[27]

7۔ پھر محرم کے مہینے میں غزوہ "قَرْقَرَۃُ الْکُدْر" ہوا۔[28]

24ے اس غزوہ کا مقصود ابوسفیان کا تجارتی قافلہ روکنا تھا لیکن جوں ہی اسے خبر ہوئی تو وہ ساحلی علاقے سے ہوتا ہوا مکہ نکل گیا اور کفار مکہ کو برانگیختہ کیا جس کے نتیجے میں "غزوۂ بدر" ہوا۔

25ے یہ اسلام کا سب سے عظیم غزوہ ہے جس میں شرکت کرنے والے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے بخش دیا گیا، اس غزوہ میں فرشتوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد میں حصہ لیا اور کفار کو قتل کیا نیز اسی غزوہ کی بدولت اسلام کی شوکت دنیا پر واضح ہوئی، تفصیل کُتُب تاریخ میں دیکھیں۔

26ے بنو قینقاع یہودی قبیلہ تھا، انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال نہ کرنے کا عہد کیا تھا لیکن پھر ایک یہودی عورت کے معاملے میں انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی تو آپ ﷺ نے ان کی سرکوبی کی اور پرچم سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دیا، قلیل محاصرے کے بعد انہوں نے سر جھکا دیئے اور مصالحت پر راضی ہوئے۔ (الوفاءلابن الجوزی)

27ے غزوۂ بدر کے بعد ابوسفیان نے قسم کھائی کہ غسل جنابت نہیں کرے گا جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہ لے، اسی مقصد کے پیش نظر اس نے میدان بدر کے قریب دو افراد کو قتل کیا پس آپ ﷺ اس کے تعاقب میں نکلے لیکن وہ بھاگ گیا اور جاتے ہوئے اپنے جانوروں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے جو کا بھنا ہوا آٹا، یا ستّو کی بوریاں پھینکتا گیا، اسی بنا پر اس غزوہ کو "سویق" کہتے ہیں۔

28ے امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اس غزوہ میں پانچ سو اونٹ حاصل ہوئے اور پرچم سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھا لیکن امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس غزوہ میں لڑائی نہ ہونے کا قول بیان کیا ہے، اس غزوہ کو "غزوۂ بنی سلیم" (اوّل) بھی کہتے ہیں۔ (الوفاءلابن الجوزی، تاریخ طبری)

8۔ اسی سال نصف رجب میں پیر کے روز جبکہ بعض کے نزدیک نصف شعبان منگل کے روز تبدیلی قبلہ کا واقعہ ہوا۔[29]

9۔ اسی سال شعبان کے مہینے میں رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔

10۔ اسی سال عید سے دو روز قبل "صدقہ فطر" لازم ہوا حالانکہ ابھی زکوۃ کی فرض نہیں ہوئی تھی جیسا کہ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، نیز کہا گیا ہے: اسی سال زکوۃ کو بھی فرض کیا گیا اور ایک قول یہ ہے کہ زکوۃ کو ہجرت سے پہلے فرض کیا گیا تھا لیکن یہ قول لائق اعتبار نہیں۔[30]

11۔ اسی سال حضور نبی کریم ﷺ نے "قربانی" کا حکم دیا۔[31]

12۔ اسی سال جنگ بدر کے بعد سیّدنا (امیر المومنین) علی رضی اللہ عنہ کی (خاتونِ جنت، راحتِ چشمان مصطفیٰ ﷺ) سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی۔[32]

29۔ تبدیلی کا واقعہ ظہر کی نماز میں ہوا، جس جگہ یہ واقعہ ہوا وہاں اب "مسجد قبلتین" موجود ہے۔

30۔ زکوۃ اسلام کے ارکان میں سے اہم ترین فرض ہے اور اس کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت پر سال بھر میں ایک بار لازمی ہے، زکوۃ کے محاسن اور اسکے انسانی تمدن پر اثرات بے مثال ہیں، اس میں اقتصادیات کے ایسے پیچیدہ مسائل کا حل ہے جس کو سلجھانے کے لیے ماہرین معاشیات آج بھی سرگرداں ہیں، انسانی حقوق کے نام پر بننے والے سوشیالسٹ اور نیشنلسٹ جس عقدہ کو قیامت تک نہیں سلجھا سکیں گے، اسلام نے وہ مسئلہ صدیوں پہلے اسی نظام زکوۃ کے ذریعہ حل فرمادیا ہے۔

31۔ اس سے مراد عید الاضحیٰ پر صاحب استطاعت کے لیے قربانی کا حکم ہے۔

32۔ سیّدۂ کائنات فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے لیے کئی افراد نے رشتے کی درخواست بارگاہِ نبوی میں پیش کی لیکن اللہ تعالی کے حکم سے سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے آکر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے شادی کرنے کا پیغام سنایا جس پر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔

ہجرت کا تیسرا سال

1۔ اس سال نجد کی سرزمین پر ربیع الاوّل کے مہینے میں غزوہ "غَطَفَان" ہوا، جسے غزوہ "اَنْمَار" اور غزوہ "ذُوْ اَمر" بھی کہتے ہیں۔[33]

2۔ پھر جمادی الاولیٰ میں "بُحْرَان" کے مقام پر غزوہ "بنی سلیم" واقع ہوا۔

3۔ پھر سات شوال کو ہفتہ کے دن غزوہ "اُحد" ہوا۔[34]

4۔ پھر شوال ہی کے مہینے میں غزوہ "حَمْرَاءُ الاَسَد" ہوا۔[35]

33؎ بعض اہل سیرت و تاریخ نے ان تینوں غزوات کو الگ الگ تسلیم کیا ہے جبکہ بعض نے دو غزوات کو ایک ہی اور تیسرے کو جدا تصور کیا ہے، امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "طبقات" میں غزوۂ غطفان اور غزوۂ ذوامر کو ایک ہی لکھا ہے، امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الوفاء" میں غزوۂ غطفان اور غزوۂ بنی سلیم کو الگ الگ مانا ہے جبکہ صاحب کتاب نے تینوں کو ایک ہی لکھا ہے جو غالباً ان کا سہو ہے۔

34؎ غزوۂ بدر کے بعد اسلام کی شوکت و عظمت کا عظیم ترین جہاد یہی "غزوۂ احد" ہے جس میں مسلمانوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جاں نثاری کے ایسے نمونے پیش کیے کہ دنیا آج تک ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، میدان جہاد میں قدرے لغزش نے اگرچہ کچھ دیر مسلمانوں میں اضطراب ضرور پیدا کیا لیکن اس ایک لمحے کے بعد پہلے سے زیادہ ثابت قدمی کا مظاہرہ بھی چشم فلک نے دیکھا کہ مسلمان ایسی دیوار بن گئے کہ مدینہ قریب ہونے کے باوجود کسی کافر میں ہمت نہ ہوئی کہ وہاں حملہ کرے اور مال و متاع لوٹے، یقیناً یہ غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کی فتح کا ہی ثمرہ تھا، لہٰذا جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی، وہ غالباً اس کی تفصیلات سے بے خبر رہے، البتہ محققین سیرت نگاروں نے اس بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے۔

35؎ غزوۂ اُحد میں شکست کھانے کے بعد ابوسفیان اس ارادے سے لشکر کو دوبارہ جمع کرنے لگا کہ مسلمان ابھی اُحد سے لوٹے ہیں اور جہاد کی تھکان سے چور ہوں گے لہٰذا مدینہ پر اب حملے کا اچھا موقع ہے =

5۔ اسی سال سیّدنا حسن (بن علی) رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔[36]

6۔ اسی سال شراب کو حرام قرار دیا گیا جبکہ بعض کے نزدیک چوتھے سال شراب کی حُرمت نازل ہوئی۔[37]

ہجرت کا چوتھا سال

1۔ اس سال ربیع الاوّل کے مہینے میں غزوہ "بنی نضیر" واقع ہوا۔[38]

=

ایسے میں آپ ﷺ نے اعلان فرمایا: جو غزوۂ اُحد میں ہمارے ساتھ شریک تھا، وہ دوبارہ جہاد کے لئے کمربستہ ہو جائے جب آپ ﷺ کا لشکر یکجا ہو کر حمراء الاسد کے میدان کی جانب روانہ ہوا تو ابوسفیان کے ہوش اڑ گئے اور وہ بھاگ نکلا تب آپ ﷺ نے واپسی فرمائی۔

36؎ سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سب سے پہلے پیدا ہونے والے فرزند آپ ہی ہیں۔

37؎ شراب کی حرمت کا حکم درجہ بدرجہ نازل ہوتا رہا اور اخیر میں اس سے بالکل ممانعت کر دی گئی، اِنسدادِ شراب نوشی اور اس سے پیدا ہونے والے سماجی و طبی فسادات کیلئے دنیا کو آج خیال آیا لیکن اسلام نے اپنے ماننے والوں کو پہلے ہی اس سے روکتے ہوئے بہت سے فسادات کا خاتمہ کر دیا ہے۔

38؎ آپ ﷺ ایک دیّت کی ادائیگی کے معاملے میں سیّدنا ابو بکر و عمر اور دیگر اصحاب کے ہمراہ ان کے یہاں تشریف لے گئے تو دورانِ گفتگو انہوں نے اوپر سے حملہ کر کے آپ ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کی لیکن سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا تو آپ ﷺ خیریت کے ساتھ وہاں سے واپس آگئے اور پھر جہاد کی تیاری فرما کر ان کے مقام کا محاصرہ کر لیا، چھ دن کے اندر ہی انہوں نے سر جھکا دیئے تو آپ ﷺ نے انہیں ضروری سامان لے جانے کی اجازت دی اور علاقہ خالی کرنے کا حکم دیا اور یوں وہ جگہ اور ان کے ہتھیار مسلمانوں کے پاس آگئے۔

2۔ پھر محرم کے مہینے میں غزوہ "ذَاتُ الرِّقَاع" ہوا۔[39]

3۔ اسی سال آپ ﷺ نے "نمازِ خوف" ادا فرمائی جبکہ بعض حضرات کے نزدیک پانچویں سال ادا فرمائی۔[40]

4۔ اسی سال نماز میں قصر فرمائی (یعنی مسافروں کیلئے نماز میں قصر کا حکم ہوا)۔[41]

ہجرت کا پانچواں سال

1۔ اس سال ربیع الاوّل کے مہینے میں غزوہ "دَوْمَةُ الجَنْدَل" ہوا۔[42]

2۔ پھر بعد اَزاں شعبان کے مہینے میں غزوہ "مُرَیْسِیْع" واقع ہوا اور اسے غزوہ "بَنِی مُصْطَلِقْ" بھی کہتے ہیں۔[43]

39۔ آپ ﷺ کو اطلاع موصول ہوئی کہ قبیلہ انمار نے مسلمانوں سے مقابلے کے لیے لشکر تیار کیے ہوئے ہیں لہٰذا آپ ﷺ ذات الرقاع نامی پہاڑ کے پاس جہاد کے لیے پہنچے تو دشمنان اسلام آمد کی خبر سن کر پہلے ہی فرار ہو لیے، صرف کچھ عورتیں ہی باقی تھیں تو انہیں قید کر لیا گیا۔

40۔ یعنی کسی غزوہ کے دوران پہلی بار نماز خوف کو ادا فرمایا گیا۔

41۔ مکہ مکرمہ میں اولاً ہر نماز میں دو رکعتیں ہی فرض تھیں بعد ازاں مدینہ کے اوائل دور میں ظہر، عصر اور عشاء کو مقیم کے لیے چار قرار دیا گیا اور اب مسافر کے لیے قصر کا حکم نازل ہوا۔

42۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا، آپ ﷺ کو اطلاع موصول ہوئی کہ مشرکین میں سے ایک گروہ ہر راہ گزر پر ظلم و ستم کرتا ہے اور اُن کا ارادہ ہے کہ آہستہ آہستہ مدینہ کے جوانب میں بھی ایسی کاروائیاں شروع کریں تو آپ ﷺ نے ان کی طرف لشکر روانہ کیا اور مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا، لڑائی نہیں ہوئی لیکن مال غنیمت ہاتھ آیا۔ (الوفاء)

43۔ "مریسیع" دراصل قبیلہ بنی مصطلق کے ایک کنواں کا نام ہے اسی کی مناسبت سے اس غزوہ کا یہ نام ہوا، اس قبیلہ کا سردار حارث بن ابی ضرار تھا جس نے آپ ﷺ کے خلاف جنگ کے لیے لشکر تیار کیا
=

3۔ پھر (ذوالقعدہ میں) ''غزوۂ خندق'' ہوئی، اسے ''غزوۃ الاحزاب'' بھی کہتے ہیں۔[44]

4۔ پھر غزوہ ''بَنِی قُرَیْظَة'' ہوا اور (مؤخر الذکر) دونوں (غزوات) ذو القعدہ میں جبکہ ایک قول کے مطابق شوال میں ہوئے۔[45]

=

ہوا تھا تو آپ ﷺ نے دفاعی کاروائی فرمائی اور مختصر وقت میں ہی دشمن کے دس افراد قتل کرکے باقی کو قید کرلیا گیا، نیز دو سو گھوڑے، دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں حاصل ہوئیں ، انہی قیدیوں میں اُمّ المومنین سیّدہ جویریہ (بنت حارث ، یہ بنی مصطلق کا سردار تھا) بھی شامل تھیں جو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں، انہوں نے مال کی شرط پر آزادی مقرر کردی تب انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی تو آپ ﷺ نے مال ادا کیا پھر اپنی ملکیت میں آنے کے بعد آزاد کرکے شرف زوجیت سے نوازا، توبقیہ قیدیوں کو بھی صحابہ کرام نے اس رشتے کی بدولت آزاد کردیا۔(سیرت ابن ہشام، الوفاء)

44۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا، بنو نضیر کو جب انکے علاقے سے جلاوطن کیا گیا تو ان کے سرداروں نے مکہ کا رُخ کیا اور وہاں جاکر کفار کو مدینہ پر یکبارگی حملہ کے لیے برانگیختہ کیا نیز اپنی جانب سے بھی ہر ممکن تعاون کی پیشکش کی جس پر ابوسفیان نے لشکر ترتیب دیا، بعد اَزاں قبیلہ غطفان اور بنو سلیم، بنو قریظہ اور دیگر قبائل کے افراد بھی کثرت کے ساتھ جمع ہوگئے ،اِدھر آپ ﷺ نے مدینہ کے قریب سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر خندق کھودی، کفار نے چودہ یا چوبیس روز تک محاصرہ کیے رکھا پھر اللہ تعالی کی مدد سے اُن میں باہمی اختلافات شروع ہوئے اور ایک رات سخت اندھی نے انکا شیرازہ بکھیر دیا، لہٰذا وہ بھاگ اٹھے اور اس کے بعد انہیں اسلام کے خلاف کبھی بھی اجتماعی لشکر کشی کی ہمت نہ ہو سکی اور یوں اللہ تعالی نے اسلام کا بول بالا فرمایا۔(الوفاء لابن الجوزی)

45۔ ''غزوۂ خندق'' میں چونکہ بنی قریظہ والوں نے کفار قریش کا ساتھ دیا تھا اور مسلمانوں سے کیے ہوئے عہد کو توڑا تھا اس لیے آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ فرمایا، صحیح بخاری میں ہے :''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے: آپ ﷺ غزوۂ احزاب سے واپس لوٹے تو غسل فرمانے لگے، اتنے میں سیّدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: کیا آپ ﷺ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں؟ ہم فرشتوں نے ابھی نہیں اتارے

=

شیخ ابن حزم نے کہا:

یہ بات سیّدنا عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی بنا پر ثابت شُدہ ہے کہ غزوۂ خندق چوتھے سال میں ہی ہوا کیونکہ یہ (غزوۂ خندق) بالاتفاق "دَوْمَةُ الجَنْدَل" سے پہلے ہوا تھا۔

ایک قول کے مطابق اسی سال حج فرض ہوا، جبکہ بعض کے نزدیک چھ سن اور بعض کے نزدیک نو سن ہجری میں فرض ہوا، آخری قول کو کچھ حضرات نے ترجیح دی ہے۔

اسی سال غزوہ "مُرَيْسِيْع" سے واپسی پر "اِفْك"[46] کا واقعہ ہوا جبکہ بعض کے نزدیک یہ واقعہ چھ سن ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

اس اِفک والے واقعہ کے بعد "آیتِ تیمم" کا نُزول ہوا، جبکہ ایک قول کے مطابق ہجرت کے چوتھے سال نُزول ہوا۔[47]

=

ہیں، لہٰذا آپ ﷺ بھی نکلیں، آپ نے دریافت کیا: کہاں؟ اشارے سے عرض کیا، اس طرف، اور بنو قریظہ کی جانب اشارہ فرمایا" پھر آپ ﷺ نے جا کر انکا محاصرہ کیا، کچھ ہی دنوں میں انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے پس سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے انکے بارے میں مشورہ دیا کہ ان کے جوانوں کو قتل کر دیا جائے اور باقی لوگوں کو قیدی بنالی جائے تو آپ ﷺ نے ان کے فیصلے کو پسند فرمایا۔ (الوفاء لابن الجوزی ،بذل القوۃ للامام محمد ہاشم التتوی السندی)

46۔ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین کی جانب سے بُرائی کی تہمت لگائی گئی جس میں کچھ مسلمان بھی شریک ہو گئے تو آپ ﷺ نے حکم الٰہی کا انتظار فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں "سورۃ النُّور" کی آیات نازل فرما کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کو واضح فرمادیا، بعد ازاں جن مسلمانوں نے اس تہمت میں حصہ لیا تھا اُنہیں حدِ قذف لگائی،، اسی کو "اِفک کا واقعہ" کہتے ہیں۔

47۔ امام محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "بذل القوۃ" (ص 171) پر غزوۂ بنی مصطلق کے بعد یعنی پانچویں سال ہی واقعہ اِفک اور پھر آیاتِ تیمم کا نُزول صحیح قرار دیا ہے۔

ہجرت کا چھٹا سال

1۔ ربیع الاوّل کے مہینے میں غزوہ "بَنِی لِحْیَان" ہوا۔[48]

2۔ پھر "غزوۂ غابہ" ہوا (اسے "غزوۂ ذی قرد" بھی کہتے ہیں)۔[49]

3۔ پھر ذوالقعدہ کے مہینے میں "(صلح) حدیبیہ" ہوئی۔[50]

4۔ اسی سال رمضان میں آپ ﷺ نے بارش کی دعا مانگی تو بارش برسا دی گئی۔

ہجرت کا ساتواں سال

1۔ اس سال جمادی الاولیٰ کے مہینے میں "غزوۂ خیبر" ہوا۔[51]

48۔ امام محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "بذل القوۃ" (ص 57) پر اس غزوہ کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے "بیر معونہ" کے واقعہ میں شہید ہونے والے مسلمانوں کا انتقام لینے اور عہد شکنی کرنے کی بنا پر یہ غزوہ فرمایا، جب آپ ﷺ نے حملہ فرمایا تو یہ لوگوں پہاڑوں میں بھاگ نکلے، یہ غزوہ "عُسْفَان" کے قریب ہوا جو کہ مکہ و مدینہ کے مابین ایک جگہ کا نام ہے۔

49۔ عیینہ بن حصن فزاری نے "بنو غطفان" کے قریب آپ ﷺ کے مویشی اور غلاموں پر حملہ کیا، چرائی کرنے والوں کو قتل کر دیا اور عورتوں کو اُٹھا کر لے گیا، آپ ﷺ نے اس کا تعاقب کیا تو وہ سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی جوابی کاروائیوں سے خائف ہو کر سازوسامان پھینک کر فرار ہو گیا، اس غزوہ میں سیّدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ نہایت شاندار ہے۔ (سیرت ابن ہشام، 3/293)

50۔ آپ ﷺ عمرہ ادا فرمانے کے لیے صحابہ کرام کے ساتھ نکلے تو قریش نے رکاوٹ ڈالی بعد ازاں "صلح حدیبیہ" ہوئی، اسی دوران "سورۃ الفتح" کا نُزول ہوا، نیز اسی اثنا میں "بیعتِ رضوان" کی گئی جس کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے بھی اس درخت کے نیچے آج بیعت کی ہے وہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا"۔ (طبقات ابن سعد، 2/95، سیرت ابن ہشام، 3/1433)

51۔ آپ ﷺ نے یہودیوں کے اس علاقے پر اچانک صبح سویرے حملہ فرمایا جس کے نتیجے میں وہ قلعہ بند ہو کر اپنا دفاع کرنے لگے لیکن آپ ﷺ کے شدید اقدامات نے انہیں جھکنے پر مجبور کر دیا =

2۔ ۔۔۔۔بن حصین رضی اللہ عنہ [52]

{ ☆کے بعد والے مواد کا اضافہ امام محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "بذل القوۃ" سے کیا جارہا ہے کیونکہ مطبوعہ نسخے کا موجودہ مقام محو ہے نیز ہمیں اس کا کوئی دوسرا نسخہ یا مخطوطہ بھی نہیں مل سکا۔ اعجاز غفرلہ }

☆ اسی غزوۂ خیبر کے بعد آپ ﷺ کو زہر آلود بکری کا گوشت کھلایا گیا جسے آپ ﷺ اور سیّدنا بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے تناول کیا، اس کھانے سے سیّدنا بشر بن براء بن معرور انصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے لیکن اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا۔

☆ اسی سال غزوۂ خیبر سے پہلے سیّدنا جُھَم بن صَلْت بن مَخرَمَۃ بن مطلب بن عبد مناف قرشی رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

☆ غزوۂ خیبر کے بعد حبشہ کے مہاجرین میں سے سیّدنا جعفر بن ابو طالب اور سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما معہ دیگر افراد کے واپس تشریف لائے۔

☆ اسی سال آپ ﷺ نے سیّدہ اُمّ حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہما سے شادی فرمائی۔

=
اور آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے خیبر کے قلعے فتح فرمائے، اسی غزوہ میں مرحب نامی یہودیوں کے نامی گرامی اور دیو ہیکل پہلوان کا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ ہوا تو آپ نے ایک ہی وار میں اسے سر سے پاؤں تک کاٹ کر رکھ دیا، امام محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے "بذل القوۃ" (ص59) پر غزوۂ خیبر کو محرم تا صفر کے مابین لکھا ہے۔

52ۓ ہمارے پاس موجود کتاب ہذا کے PDF نسخے میں صفحہ 56 مٹا ہوا ہے جس پر اتنا ہی تحریر ہے نیز اگلی فصل کا بھی صرف عنوان "الثامنہ" لکھا ہے، باقی رقم 1 تا 3 موجود نہیں ہے، البتہ اس جگہ بن حصین سے مراد سیّدنا عمران بن حصین خزاعی بصری رضی اللہ عنہ ہے جو سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ اسلام لائے، یہاں غالباً انہیں کے اسلام کا ذکر کیا گیا ہے، نیز حاشیہ محقّق بھی اسی پر مشیر ہے۔

☆ اسی سال آپ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے قیدیوں میں سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بن حیی سے آزاد کر کے شادی فرمائی۔

☆ اسی سال یمن سے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اورآپ کا قبیلہ "دَوس" حاضر ہوکر مشرف با اسلام ہوا۔

☆ اسی سال آپ ﷺ نے "عمرۃُالقضاء" ادا فرمایا نیز اسی سفر میں سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی، اُمہات المؤمنین میں آخری شادی انہی سے ہوئی۔

☆ اسی سال "عمرۃ القضاء" میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو طواف کے دوران "رمل" کرنے کا حکم فرمایا۔

☆ اسی عمرہ میں آپ ﷺ کے حکم سے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ اذان دی۔

☆ اسی سفر میں سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اُمامہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ مدینہ لوٹی اورآپ ﷺ نے انکی کفالت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔

☆ اسی سال "مُقَوقِس" بادشاہ کے تحائف آئے جس میں سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔

☆ اس سال آپ ﷺ نے خیبر کے موقع پر عورتوں سے "متعہ" کو حرام فرمایا۔

☆ غزوۂ خیبر سے واپسی پر "صہباء" کے مقام پر آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے سورج کو واپس لوٹایا اورآپ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا کی۔

☆ اسی سال کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کیا۔

ہجرت کا آٹھواں سال

{یہاں بھی ☆ کے بعد والے مواد کا اضافہ امام محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "بذل القوۃ" سے کیا جارہا ہے کیونکہ مطبوعہ نسخے کا موجودہ مقام محو ہے۔ اعجاز غفرلہ}

☆ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ بن رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ہوئی اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔

☆ موتہ کے مقام پر "سریہ موتہ" واقع ہوا، جس میں سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

☆ "فتح مکہ" ہوئی۔[53]

4۔ اسی سال سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، سیّدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مدینہ آئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، جبکہ بعض حضرات کے مطابق خالد (بن ولید) اور عمرو (بن عاص) رضی اللہ عنہما اس سے پہلے ہی اسلام لاچکے تھے اور "غزوۂ خیبر" میں بھی شریک ہوئے تھے۔

5۔ اسی سال آپ ﷺ کے لیے "منبر" تیار کیا گیا اور یہ اسلام میں تعمیر ہونے والا پہلے منبر تھا، اس کے دو زِینے تھے، ایک بیٹھنے اور ایک خطبہ میں کھڑے ہونے کیلئے۔

---

[53] اسلام کی عظیم ترین فتوحات میں سے ایک ہے جس کے بعد اسلام کے پرچم کو مزید سربلندی حاصل ہوئی اور دائرۂ فتوحات کا رُخ عرب کے باہر وسیع ہونے لگا، اس موقع پر آپ ﷺ نے جس سخاوت اور عفو درگزر کا مظاہرہ فرمایا، تاریخ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، آپ ﷺ نے بغیر قتال کیے مکہ فتح فرمایا اور امن وسلامتی کے راستے کشادہ فرمائے، جب آپ ﷺ کو شہید کرنے کے خواہش مند افراد صحن حرم میں قیدیوں کی صف میں لاکر کھڑے کر دیئے گئے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک جملے میں معافی کا مژدہ سنایا اور کسی کو بھی ظلم وستم کی اجازت نہ دی۔

6۔ اسی سال وہ خشک تنا[54] (آپ ﷺ کے فراق میں) رویا، جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے۔[55]

ہجرت کانواں سال

1۔ اسی سال "غزوۂ تبوک" ہوا اور یہ غزوات میں سے آخری تھا۔[56]

54۔ صحیح بخاری میں سیّدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ ﷺ کی مسجد کھجور کے تنوں سے بنی ہوئی تھی تو آپ ﷺ خطاب کے وقت ایک تنے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور خطاب فرماتے، لیکن جب منبر تیار ہوا تو آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے، اسی اثنا میں اس خشک تنے کے رونے کی آواز کو ہم لوگوں نے سنا کہ وہ اونٹنی کے بچے کی طرح رو رہا تھا پس آپ ﷺ اس کے پاس گئے، اپنا ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

55۔ مؤلّف کتاب نے غزوۂ حنین (غزوۂ ہوازن) اور غزوۂ طائف کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ بھی اسی سال سن آٹھ ہجری میں "فتح مکہ" کے بعد وقوع پذیر ہوئے، غزوۂ حنین میں آپ ﷺ کی سخاوت کے بہترین جلوے دکھائی دیتے ہیں جبکہ آپ ﷺ غنائم واَموال مثلاً سونا چاندی بھر بھر کر نو مسلمین میں اس قدر تقسیم فرماتے ہیں کہ انہیں اُٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔

56۔ اس غزوہ کے لیے جب آپ ﷺ نے اعلان فرمایا تو موسم سخت اور معاشی ابتری کا تھا، نیز کھجور کی فصل پکنے کے لیے تیار تھی جس پر تمام اہل مدینہ کی ظاہری معاش کا مدار تھا ایسے میں غزوۂ تبوک کا اعلان منافقین کے لیے تو انتہائی تکلیف دہ تھا، آپ ﷺ کی عادت و حکمت تھی کہ کسی بھی جہادی مہم کو واضح انداز میں بیان نہیں کرتے تھے بلکہ کنایۃً تذکرہ فرماتے لیکن اس غزوہ میں چونکہ سفر بہت دور کا اور مشقت بہت زیادہ تھی تو آپ ﷺ نے اس کو متعین کرتے ہوئے تیاری کا حکم فرمایا، رومیوں سے جہاد کیلئے تیس ہزار صحابہ کرام کا لشکر تیار ہوا، جس میں دس ہزار گھوڑے اور اُونٹ بھی ساتھ تھے، بیس روز تک میدان تبوک میں قیام فرمایا لیکن جنگ نہیں ہوئی اور آپ ﷺ واپس تشریف لائے۔ (الوفاء لابن الجوزی)

2۔ کُل غزوات کی تعداد ستائیس (27) ہے، جبکہ بعض نے پچیس (25)، بعض نے چوبیس(24)، بعض نے اکیس(21)اور بعض نے اُنیس (19)بیان کی ہے۔[57]

3۔ نو غزوات میں قتال ہوا: بدر، اُحد، خندق، قریظہ، مصطلق، خیبر، فتح(مکہ)، حنین، طائف، جبکہ بعض کے مطابق "بنی نضیر" اور "غابہ" کے غزوات میں بھی لڑائی ہوئی تھی۔

4۔ اس سال کو(اسلام قبول کرنے کے لیے آنے والے)"وفود کا سال" قرار دیا گیا۔

5۔ اسی سال آپ ﷺ نے عُوَیمِر عجلانی اوران کی بیوی کے مابین شعبان کے مہینے میں عصر کے بعد مسجد نبوی میں "لعان" کا معاملہ طے فرمایا۔[58]

ہجرت کا دسواں سال

1۔ اللہ تعالی کا یہ فرمان نازل ہوا:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ"۔(سورۃ النور:58)

ترجمہ: اے ایمان والو! چاہیے کہ اذن طلب کیا کریں تم سے تمہارے غلام۔

حالانکہ اس سے پہلے ایسا نہیں کیا جاتا تھا۔[59]

57۔ ستائیس(27) کی تعداد کو علمائے سیرت و تاریخ نے زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

58۔ ان کا واقعہ صحیح بخاری(4/1771) اور سنن ابن ماجہ (1/667) پر مذکور ہے۔

59۔ اس آیت میں اسلامی طرز معاشرت کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا، پہلے حکم یہ تھا کہ جب تم لوگ کسی کے گھر میں داخل ہو تو اجازت لے لیا کرو لیکن یہی اجازت اگر اپنے بچوں اور خادمین پر بھی لازم کردی جاتی تو ہرج ہوتا، اس لیے ان کے متعلق یہ الگ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان تین اوقات کا خیال رکھیں جن میں انسان قدرے غافل ہوتا ہے یعنی نماز فجر سے پہلے، دوپہر کو قیلولہ کے وقت اور رات کو عشاء کے بعد لہٰذا ایسے وقت میں داخل ہونا ہو تو پہلے اجازت لے لیں تاکہ پردے کا اہتمام رہے اور کسی کے آرام میں خلل بھی نہ ہو۔

2۔ اسی سال نبوت کا جھوٹا دعویدار مسیلمہ مرتد ہوا۔[60]

3۔ آپ ﷺ نے "حجۃ الوداع" ادا فرمایا۔[61]

4۔ اسی سال حج کے دوران عرفہ کے مقام پر یہ آیت۔۔

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ"۔ (سورۃ المائدۃ:3)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

نازل ہوئی، اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کے ساتھ اس جگہ قیام فرما تھے۔ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد یہی ایک حج ادا فرمایا۔

شیخ ابن حزم نے کہا:

آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت سے پہلے بھی حج و عمرے ادا فرمائے اور (اعلانِ نبوت کے بعد سے لے کر) ہجرت سے قبل بھی متعدد حج و عمرے ادا فرمائے لیکن ان کی تعداد معلوم نہیں ہے۔

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت کے بعد حجۃ الوداع کے علاوہ کوئی حج نہیں فرمایا جبکہ بعض حضرات کے نزدیک اعلانِ نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی دوسرا حج کیا اور بعض نے کہا: (حجۃ الوداع کے علاوہ) دو حج ادا فرمائے تھے۔

آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد چار عمرے کیے اور یہ چاروں ہی ذی قعدہ کے مہینے میں ادا فرمائے۔

60۔ مسیلمہ کذاب ایک مرتبہ مدینہ آیا اور آپ ﷺ سے کہنے لگا: اگر اپنے بعد میرے لیے نبوت کا کہہ دیں تو میں آپ پر ایمان لاتا ہوں، آپ ﷺ نے انکار فرمایا تو واپس جا کر مرتد ہوا۔

61۔ آپ ﷺ کا آخری حج مبارک، جس میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام بھی ساتھ تھے۔

1۔ عمرۂ حدیبیہ　　2۔ عمرۃ القضاء

3۔ عمرۂ جعرانہ　　4۔ حجۃ الوداع کے ساتھ

سرایائے نبوی

امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

سرایائے نبوی[62] کی تعداد ساٹھ (60) ہے، جبکہ بعض کے نزدیک اڑتالیس (48) اور بعض کے نزدیک چھتیس (36) ہے۔

ہجرت کا گیارہواں سال

1۔ اس سال یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اَسْوَد عَنْسِی ظاہر ہوا اور نبوت کا دعوی کیا، اسے سیّدنا فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اس کے مقام پر ہی قتل کیا۔

2۔ اسی سال حضور نبی کریم ﷺ کا وصال پُر ملال ہوا۔[63]

62۔ "سریہ" ایسی جہادی مہم کو کہتے ہیں کہ لشکر کو آپ ﷺ نے جہاد کیلئے روانہ تو کیا ہو لیکن بذات خود اُس میں شرکت نہ فرمائی ہو، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے انکی تعداد 66 لکھی ہے۔

63۔ مسلمانوں کے لیے یہ ایسا صدمہ ہے کہ جس کے بعد آنے والی ہر مصیبت کم تر نظر آتی ہے۔

”اولادِ مبارک“

1۔ **سیّدنا قاسم رضی اللہ عنہ :**

یہ اعلانِ نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

شیخ ابن حزم نے کہا: یہ کچھ دنوں ہی زندہ رہے (پھر وفات پاگئے) جبکہ بعض نے کہا: دو سال اور بعض نے کہا: اتنے بڑے ہوگئے تھے کہ جانور پر سواری کیا کرتے تھے۔

2۔ **سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا :**

کہا گیا ہے: یہ سیّدنا قاسم رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑی تھی، ان سے ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ نے شادی کی، جن سے ایک بیٹی اُمامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی، یہ وہی شہزادی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں اُٹھایا کرتے تھے، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان (سیّدہ اُمامہ) سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے شادی فرمائی۔

3۔ **سیّدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا :**

4۔ **سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا :**

5۔ **سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا :**

ان تمام شہزادیوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ہر ایک (مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق) اپنی بہن سے عمر میں ایک سال چھوٹی تھی۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے سیّدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور انکے وصال کے بعد سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی، اسی لیے انہیں ”ذُوالنُّورَین“ (دونوروں والا) کہتے ہیں۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی اور ان سے سیّدنا حسن، سیّدنا حسین، سیّدنا محسن، سیّدہ اُمّ کلثوم اور زینب پیدا ہوئے، محسن رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں

وصال فرماگئے تھے، سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی فرمائی جس سے زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے شادی فرمائی جس سے علی رضی اللہ عنہ نامی بیٹے پیدا ہوئے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باباجان ﷺ کے چھ مہینے بعد وصال فرمایا جبکہ بعض کے مطابق آٹھ اور بعض کے نزدیک تین مہینے سے کچھ زیادہ عرصے بعد وصال فرمایا، پہلے قول کو امام عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم نے اختیار کیا ہے۔

آپ ﷺ کے یہاں مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت کے بعد یہ اولاد پیدا ہوئی:

6۔ **سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ** : انہیں "طیّب" بھی کہا جاتا ہے۔

7۔ **سیّدنا طاہر رضی اللہ عنہ** : صحیح قول کے مطابق انہوں نے بچپن ہی میں مکہ میں وصال فرمایا، انکے انتقال پر عاص بن وائل سہمی نے طعنہ دیتے ہوئے کہا: اب تو ان کا بیٹا نہ رہا پس وہ اَبتر (منقطع النسل) ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

" اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ "۔(سورۃ الکوثر:3)

ترجمہ: بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

(اس آیت کے نازل ہونے کے کچھ عرصے بعد) مدینہ منورہ میں یہ پیدا ہوئے۔

8۔ **سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ** :

یہ ذی الحجہ سن آٹھ ہجری میں پیدا ہوئے، ساتویں دن آپ ﷺ نے انکی جانب سے دو مینڈھوں کو قربان کر کے عقیقہ کیا اور سر منڈوا کر بالوں کے برابر وزن کی

چاندی صدقہ کی اوران کے بالوں کو دفن کرنے کا حکم دیا، انہوں نے بچپن ہی میں ربیع الاوّل، دس (10) سن ہجری میں وصال کیا۔[64]

جب سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو ان کے نام پر مشتمل کنیت (یعنی ابوابراہیم) سے پکارا تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔

آپ ﷺ کی ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام اولاد سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی اور سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماریہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون قبطیہ تھی۔

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے ہر بیٹے کی جانب سے عقیقہ میں دو اور بیٹی کی جانب سے ایک بکری ذبح فرماتی، نیز پیدائش سے پہلے ہی رضاعت کا اہتمام کرکے رکھتیں تھیں۔[65]

64۔ امام ابن سعد نے اپنی طبقات (ص 1/111 تا 120) پر انکے بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے اوران کے متعلق جمیع احادیث وآثار کو یکجا کر دیا ہے لہٰذا مزید تفصیل کے لیے مراجعت فرمائیں۔

65۔ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طبقات (ص 1/111) پر آپ ﷺ کی اولاد کی ترتیب یوں بیان کی ہے، پہلے قاسم، پھر زینب، پھر رقیہ، پھر فاطمہ، پھر اُم کلثوم، پھر عبد اللہ (طیّب)، پھر طاہر۔ یہ تمام سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے پیدا ہوئے، پھر مدینہ میں سیّدہ ماریہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے نیز وصال میں سب سے پہلے قاسم اور پھر عبد اللہ کا انتقال ہوا۔

آپ ﷺ کے چچا

1۔ ابو طالب : ان کا نام "عبد مناف" تھا۔

2۔ زَبِیُر [66]

3۔ عَبْدُ الْكَعْبَة

4۔ حَمْزَة

5۔ مُقَوَّم

6۔ مُغِیْرَة : ان کا لقب جَحَل یا حَجَل تھا۔

7۔ عَوَّام

8۔ عباس

9۔ ضِرَار

10۔ حارث : انہی کی بنا پر حضرت عبد المطلب کی کنیت (ابو الحارث) تھی۔

11۔ قُثَمُ

12۔ ابو لہب

13۔ غَیْدَاق

بعض نے ان (چچاؤں) کی تعداد گیارہ اور بعض نے دس بیان کی ہے۔[67]

66۔ امام صالحی نے سبل الہدی (545/11) میں تحقیق کے ساتھ اس کا اعراب " زَبِیُر " لکھا ہے۔

67۔ امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے سبل الہدی والرشاد (545/11) پر اولاد سیّدنا عبد المطلب کے بارے میں چار قول بیان کیے ہیں، تیرہ، بارہ، دس اور نو، جبکہ اسی مقام پر حافظ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گیارہ کا بھی ہے
=

تنبیہ : آپ ﷺ کے چچاؤں میں سیّدنا حمزۃ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہما اسلام لائے ، حمزۃ رضی اللہ عنہ اعلانِ نبوت کے دوسرے یا چھٹے سال مسلمان ہوئے، یہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے [68] ،انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کفار سے بیک وقت دو تلواروں کو تھامے ہوئے مقابلہ کیا، آپ ﷺ نے انہیں "اسد اللہ" کا لقب دیا، یہ غزوۂ اُحد میں اکتیس (31) کفار کو قتل کرنے کے بعد شہید ہوئے۔

آپ ﷺ کے چچاؤں میں سب سے بڑے حارث اور سب سے چھوٹے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ عمر میں حضور نبی کریم ﷺ سے تین سال بڑے تھے ،یہ غزوۂ بدر سے پہلے ہی پوشیدہ اسلام لا چکے تھے جبکہ بعض نے کہا: خیبر سے پہلے اسلام لائے ،یہ فتح مکہ ، حنین اور طائف کے غزوات میں شریک ہوئے نیز جنگ حنین کے موقع پر نہایت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

=

البتہ ترجیح بارہ (12) کے قول دی گئی ہے، لیکن یہاں کی تفصیل کے مطابق یہ تعداد چودہ کو پہنچتی ہے کیونکہ تیرہ تو اوپر بیان ہوئے جس میں سیّدنا عبد اللہ والد رسول کا ذکر نہیں ہے۔

68 سیّدہ ثویبہ رضی اللہ عنہا نے پہلے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور پھر آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

آپ ﷺ کی پھوپھیاں

1۔ أُمّ حَكِيْم (اَلْبَيْضَاءُ)	4۔ عَاتِكَة
2۔ بَرَّة	5۔ اَرْوَى
3۔ أُمَيْمَة	6۔ صَفِيَّة

تنبیہ : آپ کی پھوپھیوں میں سے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں جبکہ عاتکہ اوراَروی کے اسلام میں اختلاف ہے، صحیح قول یہ ہے کہ یہ بھی اسلام لائیں تھیں۔

فصل : امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

حضرت عبد المطلب کی اولادوں میں سے نسل صرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ابو طالب، حارث اورابو لہب سے چلی۔[69]

69۔ حمزہ رضی اللہ عنہ، مقوم اورزبیر کی اولادیں ہوئیں لیکن وہ بقید حیات نہ رہیں نیزان کے علاوہ سیّدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے جو بیٹے تھے ان سے اولاد نہیں ہوئی، لہٰذا بنوہاشم کی نسل مذکورہ چارافراد میں باقی رہی اوران میں سے بھی عباس رضی اللہ عنہ اور ابو طالب کی نسل ایسی پھیلی کہ اس نے دنیا کو بھر دیا۔

"آپ ﷺ کی ازواج مطہرات"

1۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا:

آپ ﷺ نے پچیس (25) سال کی عمر میں ان سے شادی فرمائی جبکہ ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کی عمر تیس (30) اور بعض کے مطابق اکتیس (31) سال کی تھی، سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال مکہ مکرمہ میں ہجرت سے تین سال پہلے دس رمضان کو ہوا، جبکہ بعض نے پانچ، بعض نے چار سال بھی بیان کیا ہے نیز حضرت ابو طالب کی وفات کے تین دن جبکہ ایک قول کے مطابق ایک مہینہ اور پانچ دن بعد وصال فرمایا، آپ ﷺ نے انکے وصال تک کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی، نیز آپ رضی اللہ عنہا خواتین میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں۔

2۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ سودۃ رضی اللہ عنہا:

آپ ﷺ نے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے کچھ دنوں بعد ان سے رمضان کے مہینے میں شادی فرمائی اور چار سو درہم حق مہر مقرر کیا، مدینہ کے قیام میں انہوں نے اپنی یہاں کی باری کا دن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا اور یوں آپ ﷺ نے انہیں طلاق نہیں دی جبکہ ایک قول یہ ہے کہ طلاق دی لیکن پھر رجوع فرمالیا تھا، اکثر حضرات کی رائے یہی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت کے آخری زمانے میں وصال فرمایا جبکہ بعض نے کہا: انہوں نے چوّن (54) سن ہجری، شوال کے مہینے میں (خلافتِ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں) وصال فرمایا، امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ہی صحیح قرار دیا ہے۔

3۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا :

سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانے کے ایک مہینہ بعد آپ ﷺ نے اُمّ عبد اللہ عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ عثمان رضی اللہ عنہم بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرۃ کے ساتھ ہجرت سے دو سال پہلے جبکہ ایک قول کے مطابق تین سال پہلے شادی کی اور اس وقت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ یا سات سال کی تھی، امام عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پہلا قول (یعنی چھ سال کی عمر تھی) زیادہ صحیح ہے۔

ہجرت کے اٹھارویں (18) مہینے (غزوہ بدر کے) بعد، شوال کے مہینے میں ان کی رخصتی ہوئی اور اس وقت ان کی عمر نو سال تھی، آپ ﷺ نے ان کے علاوہ کسی کنواری خاتون سے نکاح نہیں فرمایا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش اعلان نبوت کے چوتھے سال میں ہوئی اور وصال سترہ (17) رمضان المبارک سن اٹھاون (58) ہجری میں ہوا، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

منقول ہے: ان کے یہاں آپ ﷺ سے ایک بیٹا بھی پیدا ہوا تھا جو ابتدائی لمحات میں ہی انتقال کر گیا تھا اس کا نام عبد اللہ رکھا گیا تو اسی سبب سے آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت (امّ عبد اللہ) رکھی گئی تھی، لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ "سنن أبي داود" میں مذکور ہے: آپ ﷺ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی بہن کے بیٹے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے (اُمّ عبد اللہ کی) کنیت عطا فرمائی تھی۔

4۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا :

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ ﷺ نے سیّدہ حفصہ بنت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن بن قرطۃ بن رزاح بن عدی بن

کعب سے شادی فرمائی۔ ان سے ہجرت کے تیسویں (30) مہینے میں غزوۂ اُحد سے دوماہ قبل شعبان میں نکاح ہوا جیسا کہ امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، لیکن امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق غزوۂ اُحد کے بعد نکاح ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہا اس نکاح سے پہلے سیّدنا خُنَیس بن حُذَافَۃ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی، یہ غزوۂ بدر میں شریک تھے البتہ غزوۂ احد کی شرکت میں اختلاف ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا اعلان نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں اور شعبان پینتالیس (45) سن ہجری میں وصال فرمایا، امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو اختیار کیا ہے لیکن اس کے علاوہ مزید اقوال بھی موجود ہیں۔

5۔ **اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب (بنت خزیمہ) رضی اللہ عنہا :**

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ ﷺ نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ہجرت کے تیسرے سال رمضان میں نکاح فرمایا، انکی کنیت "اُمّ المساکین" اس بنا پر تھی کہ آپ مسکینوں پر بہت شفیق تھی ، آپ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی رفاقت میں ہی (ہجرت کے چوتھے سال) ربیع الاوّل کے مہینے میں وصال فرمایا، آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی[70]، بوقت وصال عمر مبارک تیس (30) سال کے قریب تھی۔

امام عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو اختیار کیا ہے کہ یہ آپ ﷺ کے پاس دو یا تین مہینے تک رہیں (اور پھر وصال فرمایا)۔

70۔ آپ رضی اللہ عنہا اُمہات المؤمنین میں سے "جنت البقیع" میں دفن ہونے والی پہلی خاتون ہیں۔

ضمیمہ : آپ ﷺ کی حیات میں صرف دو ازواج مطہرات نے وصال فرمایا، ایک سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دوسری یہی سیّدہ زینب بن خزیمہ رضی اللہ عنہا، البتہ سیّدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بارے میں اختلاف ہے۔

6۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا :

پھر آپ ﷺ نے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور ان کا نام "هِنْدٌ" تھا جبکہ ایک قول کے مطابق "رَمْلَة" تھا، ان سے شوال چار (4) سن ہجری میں شادی فرمائی اسی کو امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہجرت کے دوسرے سال غزوۂ بدر کے بعد شوال میں ان سے شادی فرمائی اور اسی مہینے رخصتی ہوئی، شوال باسٹھ (62) سن ہجری میں سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وصال فرمایا جبکہ ایک قول کے مطابق ذو القعدہ انسٹھ (59) سن ہجری میں وصال فرمایا۔[71] / [72]

71۔ اگر تو 59 سن ہجری کو درست مانا جائے تو پھر یہ بات درست ہے کہ وہ زمانہ خلافتِ امیر معاویہ کا تھا لیکن اگر 62 سن ہجری کو لیا جائے تو پھر یہ بات درست نہیں کیونکہ وہ دور یزید پلید کی حکومت کا تھا، سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو اس سے ایک سال قبل 61 سن ہجری رجب کے مہینے میں وفات پاچکے تھے، البتہ مؤرخین و محققین کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کا وصال واقعہ کربلا کے بعد 62 سن ہجری میں ہی ہوا تھا، شیخ ابن جماعہ کا یہاں 62 ہجری میں خلافت معاویہ کا ذکر کرنا سہو پر مبنی ہے۔

72۔ آپ رضی اللہ عنہا اُمہات المؤمنین میں سے انتقال کرنے اور جنت البقیع میں دفن ہونے والی آخری خاتون ہیں، آپ کے وصال کے بعد اُمہات المومنین کے ظاہری برکات اختتام پذیر ہوئے۔

7۔ **اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ حکیم** (زینب بن جحش) رضی اللہ عنہا :

پھر آپ ﷺ نے (اُمّ حکیم) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ذی قعدہ چار سن ہجری جبکہ ایک قول کے مطابق تین اور ایک کے مطابق پانچ سن ہجری میں نکاح فرمایا اور اس وقت ان کی عمر پینتیس (35) سال تھی۔

یہ آپ ﷺ کی پھوپھی اُمیمہ (بنت عبد المطلب) کی بیٹی تھی اور ان کا نام "بَرَّۃ" تھا تو آپ ﷺ نے تبدیل کر کے "زینب" رکھ دیا۔

انہی کے بارے میں آیت " فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ "(الاحزاب 37) نازل ہوئی، آپ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھی: "اللہ تعالی نے میری شادی کروائی ہے "[73] انہی کے سبب آیت حجاب کا نزول ہوا، آپ رضی اللہ عنہا نے بیس (20) سن ہجری میں وصال فرمایا اور (آپ ﷺ کے وصال کے بعد) ازواج مطہرات میں سے وصال کرنے والی پہلی ہیں۔

"صحیح مسلم" میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے میرے ساتھ (بعد وصال) سب سے پہلے وہ ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ بڑے ہوں گے"۔

اور آپ رضی اللہ عنہا بڑے ہاتھوں والی تھی، یہاں بڑے ہاتھوں سے مراد زیادہ صدقہ کرنے والی ہونا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں جن کے جنازہ کیلئے پردہ دار چارپائی

73۔ آپ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ آیت مبارکہ تھی جس میں اللہ تعالی نے آپ کی شادی کا حکم نازل فرمایا "پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی" (احزاب:37)

تیار کر کے اُس میں میّت کو اُٹھایا گیا اور اس بارے میں انہیں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے مشورہ دیا تھا کہ انہوں نے ایسا حبشہ میں دیکھا تھا۔[74]

8۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا :

پھر آپ ﷺ نے سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے چھ سن ہجری میں نکاح فرمایا، اس وقت ان کی عمر بیس (20) سال تھی۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے پھر شادی فرمائی تھی، امام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے احسان فرمایا اور پھر شادی کی۔ ایک قول یہ ہے: ان کے والد نے ان کا فدیہ دے کر آزاد کروایا اور پھر آپ ﷺ سے ان کا نکاح کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ربیع الاوّل چھپن (56) اور ایک قول کے مطابق پچاس (50) سن ہجری میں وصال فرمایا۔

9۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا :

پھر آپ ﷺ نے ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت زید بن عمرو بن خنافہ بن شمعون بن زید سے نکاح فرمایا جو کہ قبیلہ "بنو نضیر" سے تعلق رکھتی تھی۔

امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

یہ بنی قریظہ کے ایک یہودی شخص کی بیوی تھی جس کا نام "حَکَم" تھا، یہ قیدیوں میں سے رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئیں تھیں تو آپ ﷺ نے انہیں اسلام اور انکے دین کے بارے میں اختیار دیا تو یہ مسلمان ہو گئیں، پھر آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے شادی فرمائی، انکا حق مہر بارہ اُوقیہ سونا مقرر کیا اور رخصتی ہوئی۔

74۔ سیرت و تاریخ کی کتب میں یہ واقعہ سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے لیے بیان کیا گیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

ان سے محرم چھ (6) سن ہجری میں شادی ہوئی اور پھر کسی سبب سے انہیں طلاق دی لیکن بعد ازاں اس سے رجوع فرمالیا، ان کا وصال حجۃ الوداع سے واپسی کے زمانے میں ہوا اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے "مِلْكِ یَمِیْن" کے تحت تعلق قائم فرمایا [75] اوراس کیفیت کے تعلق کو انہوں نے خود ہی اپنے اختیار سے روا رکھا تھا۔

امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پہلا قول محمد بن عمر (واقدی) رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم کے یہاں زیادہ صحیح ہے۔[76]

10۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا :

پھر آپ ﷺ نے اُمّ حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی، بعض نے ان کا نام ہند بنت ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف لکھا ہے۔

آپ ﷺ نے عمرو بن اُمیہ ضَمرِی رضی اللہ عنہ کو محرم یا ربیع الاوّل کے مہینے میں ہجرت کے ساتویں سال نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجا تو اس نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا اور عقد کرنے والے خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن عاص اور ایک روایت کے مطابق عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، نجاشی نے آپ ﷺ کی جانب سے چار سو دینار حق مہر مقرر کیا جبکہ ایک قول کے مطابق چار ہزار درہم مقرر کیے (اور یہ حق مہر بھی خود ہی ادا کیا) اور پھر سیّدنا شُرَحْبِیْل بِنْ حَسَنَۃ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ (مدینہ) روانہ کیا، یہ واقعہ سات اور ایک قول کے مطابق چھ سن

75۔ یعنی آپ ﷺ نے ان سے شادی نہیں فرمائی بلکہ بحیثیت کنیز و باندی تعلق قائم فرمایا۔

76۔ کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی تھی، باندی و کنیز نہیں تھی اور آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے شادی فرمائی تھی، جمہور علمائے سیرت نے بھی اسی مؤقف کو اختیار کیا ہے۔

ہجری میں ہوا۔

یہ بھی کہا گیا: حبشہ سے واپسی کے بعد آپ ﷺ نے ان سے شادی فرمائی ، "صحیح مسلم" میں ہے: سیّدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ان کے رشتے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے (ما قبل حدیث کو راوی کے) اوہام میں شمار کیا ہے۔[77]

اور (نجاشی نے) اپنے پاس سے ان کا جہیز بھی مہیا کیا۔[78]

آپ رضی اللہ عنہا نے چوالیس (44) سن ہجری میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ میں تدفین ہوئی اور ایک قول کے مطابق دمشق میں وصال فرمایا۔

11۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا :

پھر آپ ﷺ نے سیّدتنا صَفِیَّۃ بِنۡتِ حُیَیِّ نَضَرِیَّۃ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی جو سیّدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں، آپ ﷺ نے انہیں (بنی نضیر کے قیدیوں میں سے) اپنے لیے خاص فرمایا اور پھر آزاد فرما کر شادی کی اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر قرار دیا ، اس وقت ان کی عمر سترہ (17) سال کے قریب تھی۔

77۔ کیونکہ سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ تو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے، لہٰذا محدثین کرام نے اس حدیث کو راوی کے وہم اور حقائق و قرائن قویہ کی بنا پر قبول نہیں کیا ہے اسکے بارے میں ابن قیم نے "تہذیب السنن علی ابی داود" کتاب النکاح، 767 تا 772 پر تفصیلی کلام کیا ہے وہاں مراجعت فرمائیں۔

78۔ یہ عبارت ما قبل کے سیاق سے میل نہیں رکھتی، شاید محقق سے سہواً یہاں نقل ہوگئی حالانکہ اسکا تعلق گذشتہ پیراگراف سے ہے جس میں نجاشی کے یہاں تزویج کا معاملہ ذکر ہوا ہے۔

انہوں نے رمضان سن پچاس (50) یا باون (52) سن ہجری میں چھتیس (36) سال کی عمر میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

12۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا :

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، انکا نام "بَرَّۃ" تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما (کر "میمونہ" رکھ) دیا۔

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے شوال سن سات ہجری میں ان کا نکاح پڑھایا، نیز یہ رشتے میں خالد بن ولید اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ بھی لگتی ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے اکیاون (51) سن ہجری میں اسّی (80) سال کی عمر میں "سَرِفْ" [79] کے مقام پر وصال فرمایا جبکہ بعض نے کہا: ان کی عمر تریسٹھ (63) اور بعض نے کہا کہ چھیاسٹھ (66) سال تھی۔

تنبیہ : جن ازواج کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق قائم فرمایا انکی تعداد بارہ ہے، نیز ان میں جو ترتیب ماقبل بیان ہوئی ہے، یہ وہی ہے جسے امام منذری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد شیخ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔

79۔ یہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے اگر کوئی شخص "مسجد تنعیم" سے مکہ کی جانب آئے تو دس کلومیٹر کے بعد دائیں جانب یہ مقام آتا ہے۔ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی شادی سات سن ہجری میں عمرۃ القضاء سے واپسی پر اسی جگہ ہوئی اور پھر اکیاون (51) سن ہجری میں وصال بھی اسی مقام پر ہوا اور اب مزار اقدس بھی اسی جگہ موجود ہے۔

آپ ﷺ کی کنیزیں

1۔ سیّدہ ماریہ رضی اللہ عنہا :

ان کا وصال دس اورایک قول کے مطابق پندرہ سن ہجری میں ہوا سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نمازجنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

2۔ سیّدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا :

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق یہ قیدی ہو کر آئی تھیں،انہیں آزاد کردیا گیاتو یہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ گئیں۔ لیکن یہ رائے درست نہیں۔[80]

3۔ سیّدہ جمیلہ رضی اللہ عنہا : یہ قیدی بن کر آئی تھی۔

4۔ کنیز : انہیں سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو ہبہ کیا تھا۔

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

آپ ﷺ کی دو کنیزیں تھیں،ایک ماریہ اوردوسری ریحانہ،جبکہ بعض نے ان کانام "رَبِیْحَة قُرَظِیَّة" بھی بیان کیاہے۔

80۔ ان کا ذکر ما قبل امہات المؤمنین کے عنوان کے تحت رقم 9 پر گزراہے کہ یہ قبیلہ "بنو نضیر" کے قیدیوں میں سے تھی تو آپ ﷺ نے انہیں آزاد کرکے شادی فرمائی تھی،بقیہ تفصیلات کے لیے مذکورہ عنوان ملاحظہ فرمائیں۔

آپ ﷺ کے خادمین [81]

1۔ سیّدنا ابو حمزہ انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ
2۔ سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ
3۔ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، آپ نعلین حضور کے محافظ تھے۔
4۔ سیّدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ، آپ کے خچر کی حافظت کیا کرتے تھے۔
5۔ سیّدنا اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ، یہ آپ کی سواریوں کی محافظت کرتے تھے۔
6۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ، آپکے مؤذن اور سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔
7۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ، یہ بھی سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔
8۔ سیّدنا اَبُو الحَمْرَاء (ہلال بن حارث) رضی اللہ عنہ
9۔ سیّدنا ذُو مِخْمَر، انہیں مُخَیْمِرُ کہا گیا ہے یہ نجاشی کے بھتیجے یا بھانجے تھے۔
10۔ سیّدنا بُکَیر رضی اللہ عنہ [82]
11۔ سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
12۔ سیّدنا مہاجر (بن ابو امیہ مخزومی) رضی اللہ عنہ

---

[81] آپ ﷺ کے خادمین کی تعداد مختلف ہے، بعض یہودیوں نے بھی آپ ﷺ کی خدمت کی جیسا کہ امام ابن جوزی نے الوفاء (ص 633) پر ذکر کیا ہے۔

[82] امام ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ (1/324) پر انہیں بَکْر بِنْ شَدَّاخ لَیْثِی لکھا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام

1۔ سیّدنا زید بن حارثہ بن شراحیل رضی اللہ عنہ

2۔ سیّدنا اُسامہ رضی اللہ عنہ، یہ زید بن حارثہ کے بیٹے ہے۔

3۔ ایمن رضی اللہ عنہ (بن عبید بن زید حبشی، یہ سیّدہ اُمّ ایمن کے بیٹے ہے)

4۔ اسلم بن عبید رضی اللہ عنہ

5۔ ابورافع (ابراہیم) رضی اللہ عنہ

6۔ اَبُو کَبشَۃُ (سُلَیم اَنمَارِی) رضی اللہ عنہ

7۔ ثَوبَان بِنْ بُجُدُد رضی اللہ عنہ

8۔ رباح رضی اللہ عنہ

9۔ یَسَارْ رضی اللہ عنہ، انہیں عرنیون والوں نے شہید کیا تھا۔

10۔ فُضَالَۃ (یمانی) رضی اللہ عنہ

11۔ ابو السَّمح، رضی اللہ عنہ (کہا گیا ہے کہ ان کا نام "اَبُو اِیَادْ" تھا)

12۔ رافع رضی اللہ عنہ

13۔ مَابُور رضی اللہ عنہ (قبطی) یہ مخنث تھے (انہیں مقوقس نے ہدیہ میں بھیجا تھا)

14۔ کَرکَرَۃ رضی اللہ عنہ

15۔ طَھمَان، رضی اللہ عنہ انہیں کَیسَان، ذَکوَان، مَروَان اور میمون بھی کہا گیا ہے۔

16۔ باذام رضی اللہ عنہ

17۔ ھُرمُزْ رضی اللہ عنہ

18۔ اَبُولُبَابَۃ رضی اللہ عنہ

خواتین خدمت گاروں میں سے یہ تھیں

1۔ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا

2۔ ماریہ رضی اللہ عنہا

3۔ ریحانہ رضی اللہ عنہا

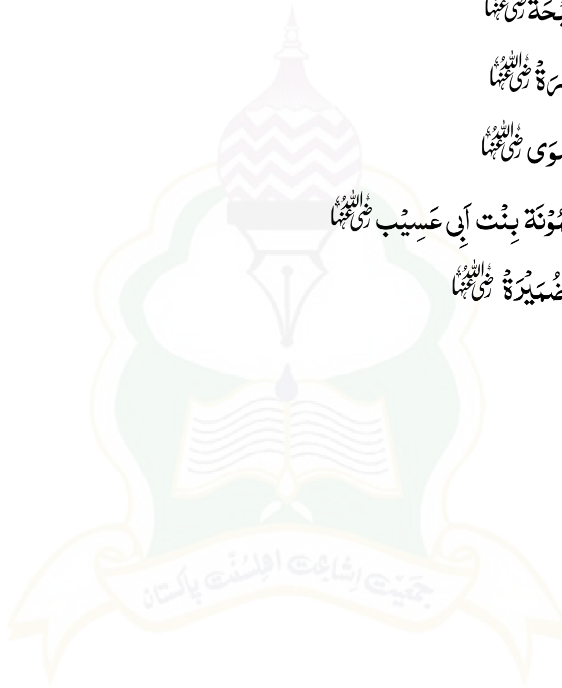
4۔ رَبِیْحَۃ رضی اللہ عنہا

5۔ خَضِرَۃ رضی اللہ عنہا

6۔ رَضْوٰی رضی اللہ عنہا

7۔ مَیْمُوْنَۃ بِنْت اَبِی عَسِیْب رضی اللہ عنہا

8۔ اُمّ ضُمَیْرَۃ رضی اللہ عنہا



آپ ﷺ کے کاتبین

1۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

2۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

3۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

4۔ سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

5۔ عامر بن فُهَيرَة رضی اللہ عنہ

6۔ (ابو سعید) خالد (بن سعید بن عاص قرشی) رضی اللہ عنہ، یہ عاص کے بیٹے ہیں۔

7۔ ابان (بن سعید بن عاص) رضی اللہ عنہ، یہ عاص کے بیٹے ہیں۔

8۔ سعید (بن سعید بن عاص) رضی اللہ عنہ، یہ عاص کے بیٹے ہیں۔

9۔ عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ

10۔ حَنْظَلَة رضی اللہ عنہ، جب کاتب موجود نہ ہوتا تو یہ خدمت سرانجام دیتے تھے۔

11۔ اُبَیّ بِنْ کَعب رضی اللہ عنہ، یہ سب سے پہلے کاتبِ رسول تھے۔

12۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

13۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

14۔ شُرَحْبِیل (بِنْ حَسَنَة) رضی اللہ عنہ

15۔ معاویہ رضی اللہ عنہ

16۔ یزید رضی اللہ عنہ، یہ حضرت معاویہ (بن ابو سفیان) کے بھائی تھے (یزید پلید ان کے علاوہ ہے)۔

17۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

18۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

19۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

20۔ محمد بن مسلمہ (انصاری خزرجی) رضی اللہ عنہ

21۔ مُعَيْقِيْبُ (بِنْ أَبِي فَاطِمَة دَوْسِي) رضی اللہ عنہ

22۔ ابو ایوب (خالد بن زید انصاری) رضی اللہ عنہ

23۔ جَهَم (بِنْ سَعْد) رضی اللہ عنہ

24۔ جُهَيْم (بِنْ صَلْت بِنْ مَخْرَمَة) رضی اللہ عنہ

25۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

26۔ عبد اللہ بن سعد (بن ابی سرح) رضی اللہ عنہ

ان کے بارے میں امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ قریش میں سب سے پہلے کاتب تھے لیکن مرتد ہو گئے اور بعد ازاں پھر اسلام لے آئے۔

27۔ اَبُو مَسْلَمَة رضی اللہ عنہ

28۔ حُوَيْطَب (بِنْ عَبْدُ الْعُزّٰى) رضی اللہ عنہ

29۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ

30۔ حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ

شیخ ابن حزم نے کہا:

سیّدنا معاویہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی اور دیگر دستاویزات لکھنے کی خدمت پر باقاعدہ مقرر کیا گیا تھا، اس کے علاوہ ان حضرات کا اور کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدین

1۔ عَمرو بِنُ اُمَیَّة (ضَمُرِی) رضی اللہ عنہ :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نجاشی کے پاس بھیجا تھا اور نجاشی کا نام ''اَصُحَمَة بِنُ اَبُجَر'' تھا، جس کے معنی تحفہ کے ہیں، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دو دستاویز (نجاشی کے لیے) تحریر کیں۔

ایک دستاویز میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی جسے اس نے اپنی آنکھوں پر رکھا اور تخت سے اُتر کر زمین پر بیٹھ گیا، اسلام لے آیا اور حق کی گواہی دیتے ہوئے کہنے لگا: اگر مجھ سے ہو سکتا تو میں خود ان کے پاس حاضری دیتا۔ اور دوسری دستاویز میں یہ پیغام تحریر تھا کہ وہ اُمّ حبیبہ کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دے۔

جب صحابہ کرام کا ایک وفد اسکے پاس یہ خط لے کر گیا تو اس نے ان کی تکریم کی اور پھر ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک صندوق منگوایا اور اس میں ان خطوط کو رکھ دیا اور کہا: جب تک یہ دونوں خطوط مبارک یہاں محفوظ رہیں گئے تب تک حبشہ سلامت رہے گا۔

2۔ دِحیَة بِنُ خَلِیُفَه کَلبِی رضی اللہ عنہ :

یہ روم کے بادشاہ قیصر کے یہاں بھیجے گئے اور اس بادشاہ کا نام ہِرَقُل تھا، اس نے اسلام لانے کی کوشش کی لیکن روم والوں نے اسکی موافقت نہیں کی تو زوالِ بادشاہت کے خوف کی بنا پر یہ اسلام سے محروم رہا۔

3۔ عَبْدُ الله بِنْ حُذَافَة سَهْمِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ :

انہیں کسریٰ بادشاہ کی جانب بھیجا گیا جسکا نام اَبْرَوِیْز بِنْ هُرْمُزْ تھا، اس نے آپ ﷺ کے خط مبارک کو چاک کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالی اس کی سلطنت کو چاک فرمائے"۔ پھر ایسا ہی ہوا۔

4۔ حَاطِب بِن اَبِی بَلْتَعَة لَخْمِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ :

انہیں "مُقَوْقِس" کی طرف بھیجا گیا جس کا نام "جُرَیْج بِنْ مِیْنَاء" تھا اور یہ اسکندریہ، مصر کا بادشاہ اور قبطیوں کا سردار تھا، اس نے خط شریف کا خیر مقدم کیا، تحائف روانہ کیے[83] لیکن اسلام نہیں لایا۔

5۔ شُجَاع بِنْ وَهْب (بِنْ رَبِیْعَة) اَسَدِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ :

انہیں حارث بن اَبُو شَمِر غَسَّانِی جو "بلقاء" کا بادشاہ تھا اسکی طرف بھیجا گیا۔

6. سَلِیْط بِن عَمَرو عَامِرِی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ :

انہیں هَوْذَةُ بن علی حنفی کی طرف بھیجا گیا، جبکہ ابن حزم کے مطابق انہیں هَوْذَةُ کے بعد ثُمَامَة[84] کی جانب بھی روانہ کیا گیا۔

83؎ ابن القیم نے زاد المعاد(1/122) میں لکھا ہے: اُن تحائف میں ماریہ قبطیہ اور انکی بہن سیرین یا شیرین، قیسری، ایک ہزار مثقال سونا، بیس قبطی مصری عمدہ کپڑے، شہباء نامی خچر جسکا نام دُلدُل رکھا گیا، دراز گوش جس کا نام عفیر، ایک مابور نامی خصی غلام، لزاز نامی گھوڑا، کانچ کے برتن اور شہد شامل تھا۔

84؎ انکا نام سیّدنا ثمامہ بن اثال حنفی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہے، اُنہیں بنو حنفیہ کے قبیلہ کی وجہ سے حنفی کہا جاتا ہے، جلیل القدر صحابی اور اسلام میں اعلانیہ طور پر دورِ کفار میں تلبیہ پڑھتے ہوئے عمرہ ادا کرنے والے پہلے شخص =

7۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ :

انہیں ذی قعدہ آٹھ سن ہجری میں جَیْفَر اور عَبْد کی طرف بھیجا گیا اور یہ دونوں اَزد کے حاکم جُلَنْدِی کے بیٹے تھے، اس دور میں ملک عمان کا فرمارواجَیْفَر تھا پس یہ دونوں ہی اسلام لے آئے۔

8۔ عَلاء بِنْ حَضْرَمِی رضی اللہ عنہ :

انہیں بحرین کے حاکم مُنْذِر بِنْ سَاوِیْ عَبْدِی کیلئے جعرانہ سے واپسی کے وقت بھیجا گیا، بعض کے نزدیک انہیں فتح مکہ سے قبل بھیجا گیا پس وہ اسلام لے آئے۔

9۔ مُھَاجِر بِنْ اَبُو اُمَیَّۃ مَخْزُوْمِی رضی اللہ عنہ :

انہیں حَارِث بِنْ عَبْدِ کُلَال حِمْیَرِی کی طرف بھیجا گیا۔

10۔ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ :

11۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ :

ان دونوں حضرات کو تبوک سے واپسی کے وقت یمن بھیجا گیا اور ایک قول کے مطابق ربیع الاوّل، دس سن ہجری میں روانہ کیا گیا پس یمن کے عام باشندوں نے بخوشی جبکہ حکمرانوں نے مجبوراً اسلام قبول کرلیا۔

=

ہے، انہوں نے کفار مکہ کی اقتصادی ساکھ کو ہلا کر رکھ دیا جس پر انہوں نے مجبور ہو کر حضور ﷺ سے استدعا کی تو آپ ﷺ نے انہیں اہل مکہ کے غلہ واناج بحال کرنے کا فرمایا۔

آپ ﷺ کے مُؤذِّن

1۔ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

2۔ عَمرو بِنْ اُمِّ مَکْتُوم رضی اللہ عنہ

3۔ اَبُو مَحْذُوْرَۃ اَوْس بِنْ مُغِیْرَۃ جُمَحِی رضی اللہ عنہ

4۔ سَعْدُ القُرْظ رضی اللہ عنہ

تنبیہ : پہلے دونوں حضرات ”مدینہ“ میں جبکہ آخری ”قباء“ میں مقرر تھے۔

آپ ﷺ کے مقرر کردہ حکمران

1۔ **باذان :**

انکانام باذام بن ساسان بن یلاش بن بادشاہ جامشت بن باشادہ فیروز بن بادشاہ یزدجرد بن بادشاہ بہرام جور تھا، انہیں پورے یمن کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

2۔ **شَھْر :** یہ باذان کے بیٹے تھے اور انہیں صَنْعَاء کا والی بنایا گیا تھا۔

3۔ **مہاجر بن اُمیہ :** انہیں کِنْدَہ اور صَدَف کا والی بنایا گیا تھا۔

4۔ **زیاد بن لبید :** انہیں حَضْرَمَوْت کا والی بنایا گیا تھا۔

5۔ **ابو موسیٰ اشعری:** انہیں زَبِیْد، عَدَن اور اس سے ملحقہ ساحل کا والی بنایا گیا۔

6۔ **معاذ بن جبل :** انہیں جَنَد کا والی بنایا گیا تھا۔

7۔ **عَتَّاب بِنْ اُسَیْد :** انہیں مکہ مکرمہ کا والی بنایا گیا، نیز آٹھ سن ہجری کے حج اور اس سے متعلقہ اُمور کی ذمہ داری بھی سونپی گئی جبکہ ان کی عمر بیس اور ایک قول کے مطابق اکیس سال تھی۔

8۔ ابوسفیان : انہیں نَجرَان کا والی بنایا گیا تھا۔

9۔ یزید بن ابوسفیان : انہیں تَیمَاء کا والی بنایا گیا تھا۔

10۔ خالد بن سعید : جب شَھُر (بن باذان جنکا ذکر ما قبل گزر) کا قتل ہوا جنہیں جھوٹے مدعی نبوت اَسود عنسی نے شہید کیا تھا تو انہیں صَنْعَاء کا والی بنایا گیا۔

11۔ عمرو بن سعید : یہ مذکورہ بالا خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے بھائی ہے، انہیں "وادی القریٰ" کا والی بنایا گیا تھا۔

12۔ حکم بن سعید : (مؤخر الذکر) دونوں کے بھائی ہے، انہیں عُرَیْنَة نامی جگہ کا والی بنایا گیا، یہ فَدَك اور اس سے ملحقہ جگہ ہے۔

13۔ ابان بن سعید : (تینوں مؤخر الذکر) کے بھائی ہے، انہیں بحرین میں عَلِیّ نامی جگہ کا والی بنایا گیا تھا۔

14۔ علاء بن حضرمی : انہیں بحرین میں قَطِیْف نامی جگہ کا والی بنایا گیا تھا۔

15۔ عمرو بن عاص : انہیں عُمان اور اس سے ملحقہ جگہ کا والی بنایا گیا تھا۔

16۔ عثمان بن ابوالعاص ثقفی : انہیں طائف کا والی بنایا گیا تھا۔

17۔ علی بن ابوطالب : انہیں اَخْمَاسِ عرب اور اخماس یمن کا والی و قاضی بنایا تھا۔

18۔ عدی بن حاتم: انہیں صدقات بنو اسد کا نگران اور طَیِّیء کا والی بنایا گیا تھا۔

19۔ ابوبکر : انہیں نو سن ہجری میں حج کے اُمور کا نگران بنایا گیا تھا۔

”آپ ﷺ کے ہتھیار“

آپ ﷺ کی نو تلواریں

1۔ مَاْثُور، یہ وہ پہلی تلوار ہے جو آپ ﷺ کی ملکیت میں والد گرامی کی میراث سے آئی تھی۔

2۔ عَضَبٌ

3۔ ذُوْ الفِقَار ، یہ غزوۂ بدر کے غنائم میں آئی جبکہ ایک قول کے مطابق اسے حجاج بن علاط نے تحفۃً پیش کیا تھا اور یہ تلوار ہمیشہ آپ ﷺ کے ساتھ رہتی تھی۔

4۔ قَلْعِیٌّ 5۔ بَتَّارُ

6۔ حَتْفُ 7۔ رَسُوْبُ

8۔ مِخْذَمُ 9۔ قَضِیْبُ

آپ ﷺ کی سات زِرہیں

1۔ ذَاتُ الفُضُوْل 2۔ ذَاتُ الوَشَاح

3۔ ذَاتُ الحَوَاشِی

4۔ سُغْدِیَۃ، یہ وہی زرہ ہے جسے پہن کر سیّدنا داود علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تھا۔

5۔ فِضَّۃ 6۔ بَتْرَاءُ 7۔ خِرْنَق

نوٹ : آپ ﷺ نے ”غزوۂ اُحد“ کے دن ذات الفضول اور فضہ جبکہ ” غزوۂ حنین“ کے دن ذات الفضول اور سغدیہ کو زیب تن فرمایا تھا۔

آپ ﷺ کی کمانیں

1۔ زَوْرَاءُ 2۔ رَوْحَاءُ

3۔ صَفْرَاءُ 4۔ بَيْضَاءُ

5۔ كَتُوْمُ ، یہ جنگ اُحد کے دن ٹوٹ گئی۔

6۔ قَوْسُ مُرْتَبِع ، بعض اہل سیر نے اس کا ذکر کیا ہے۔[85]

اس کمان کی ترکش اور پیٹی دباغت شدہ چمڑے سے بنی ہوئی تھی جس میں چاندی کے تین حلقے بنے تھے نیز اسکا بکسوا (بٹن) اور کنارا (دہانہ) بھی چاندی کا تھا۔

آپ ﷺ کی ڈھالیں

1۔ زَلُوْقٌ 2۔ فَتَقٌ

3۔ تُرْسٌ ، اسے آپکی خدمت میں ہدیہ کیا گیا، اس پر بچھو یا مینڈھے کی تصویر تھی جب آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اللہ تعالی نے اس تصویر کو مٹا دیا۔

آپ ﷺ کے نیزے

1۔ مُثْوِی

2۔ مُنْثَنِي

3۔ بَيْضَاءُ ، یہ بڑا نیزہ تھا۔

---

85 ”معجم کبیر“ میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (11/111) نے قوس کا نام ”سداد“ ذکر کیا ہے، ممکن ہے کہ اسی ”قوس مرتبع“ کا نام ”سداد“ ہو یا پھر یہ کوئی اور کمان ہو۔

4۔ عَنَزَۃٌ ، یہ چھوٹا نیزہ تیر سے مشابہت رکھتا تھا، کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اسے زبیر سے اور انھوں نے نجاشی سے لیا تھا۔

5۔ عَنَزَۃٌ ، یہ مذکورہ بالا کے علاوہ دوسرا ہے، اسے "نَبْعَۃ" بھی کہا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کا مغفر (جنگی ٹوپی)

1۔ مِغْفَرٌ : آپ ﷺ کا ایک مغفر لوہے کا بنا ہوا تھا جس سے جنگ اُحد کے دن سر کو ڈھانپا ہوا تھا۔

آپ ﷺ کے عصائے مبارکہ

1۔ مِخْصَرَۃٌ : اسے عُرْجُوْن [86] کہتے تھے۔

2۔ قَضِیبٌ : یہ شوحط نامی درخت کی لکڑی سے بنی تھی، اسے "مَمْشُوْقٌ" بھی کہتے تھے۔[87]

3۔ هِرَاوَۃٌ : یہ آپ ﷺ کا "عصا" کہلاتا تھا۔

آپ ﷺ کے علم (جھنڈے)

1۔ سیاہ علم : اسے "عُقَابٌ" کہا جاتا تھا۔

2۔ سفید علم :

86۔ "عرجون" کھجور کی اُس شاخ کو کہتے ہیں جو خشک ہونے کے بعد قدرے خم دار اور ٹیڑھی ہو جائے، آپ ﷺ کا یہ عصا یا تو ایسی ہی لکڑی سے بنا ہوا تھا، یا پھر اس کے خم دار ہونے کی بنا پر اس سے تشبیہ دی گئی تھی، جیسا کہ مدارج النبوۃ (2/692) شیخ عبد الحق محدث دہلوی میں مذکور ہے۔

87۔ آپ ﷺ کی اسی نام کی ایک تلوار مبارک بھی تھی لیکن یہاں اس کا ذکر نہیں کیا گیا، نیز منقول ہے کہ یہی عصا بعد میں خلفائے راشدین اور دیگر کے پاس رہا، (سبل الہدی والرشاد)

کبھی نبی کریم ﷺ سیاہ علم استعمال فرماتے اور کبھی اپنی ازواج مطہرات کے دوپٹوں کو بھی بطورِ علم استعمال کرتے۔

3۔ ٹمیالہ علم :

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

آپ ﷺ کے علم (جھنڈوں) پر " لَا اِلٰہ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ " لکھا ہوتا تھا۔

آپ ﷺ کا لباس

1۔ آپ ﷺ کا ایک عمامہ تھا جسے "سِحَابٌ" کہتے تھے، آپ نے اسے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو پہنایا تھا۔

2۔ آپ ﷺ کی ایک چادر مبارک تھی جس "فتح" کہتے تھے۔

آپ ﷺ جب فتح مکہ کے وقت داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا اوراسی حالت میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

آپ ﷺ عمامہ کا شملہ دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑتے اور گولائی میں لپیٹتے ہوئے پیچھے لے جاکر باندھتے تھے۔

آپ ﷺ کی ایک سوتی قمیص تھی جسکی لمبائی اورآستین دونوں ہی زیادہ طویل نہیں تھیں۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

آپ ﷺ عیدین اورجمعہ کے روز سرخ رنگ کی(دھاری دار)چادر استعمال کرتے اورآپ ﷺ کا ایک رومال تھاجب وضو کرتے تو اسے استعمال فرماتے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دو سبز اور ایک سیاہ چادر، ایک قمیص جسکی لمبائی پانچ بالشت اور ایک سر پر اوڑھنے کی زردی مائل[88] رنگ کی چادر تھی۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو لباس میں قمیص، سفید رنگ اور "حِبْرَۃٌ"[89] زیادہ پسند تھا۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کبھی تنگ آستین والا جبہ[90] پہنتے اور کبھی قبا کا استعمال بھی فرماتے تھے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس میں (بسا اوقات) نگینہ بھی چاندی کا ہی ہوتا تھا اور اس پر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ" کندہ تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اسے چھنگلیا (سب سے چھوٹی اُنگلی) میں اور کبھی اس کے برابر والی انگشت میں پہنتے اور نگینہ والے حصے کو ہاتھ کے اندرونی جانب رکھتے۔

"نوٹ"

- سیّدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی انگوٹھی کا نقش "نِعْمَ الْقَادِرُ اللهُ" تھا۔
- سیّدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی انگوٹھی کا نقش "اُذْکُرِ الْمَوْتَ یَا عُمَرُ" تھا۔

88۔ یہاں مُوَرَّسَۃٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے مراد وَرس نامی گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے اور اسکے دو رنگ ہوتے ہیں ایک گہرا زرد اور دوسرا قدرے زعفرانی، پہلا زیادہ مستعمل ہوتا ہے، اس لیے ترجمہ میں اسی کا ذکر ہے لیکن بعض سیرت کی کتب میں زعفرانی کا ذکر بھی ہے۔

89۔ "حبرۃ" جیسا کہ بخاری و مسلم میں بھی اس کا ذکر موجود ہے اس سے مراد یمنی حاشیہ دار چادر، ایک روایت کے مطابق آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کفن میں بھی یہ چادر شامل تھی لیکن سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے اس کے بارے میں فرمایا ہے: حبرۃ کی چادر لائی تو گئی تھی لیکن اس میں تکفین نہیں ہوئی۔

90۔ یہ ایک شامی جبہ تھا جس کی آستین قدرے تنگ تھی، ایک موقع پر وضو کرتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہاتھ نکالنے کی کوشش کی لیکن مشکل ہوئی تو جبہ کے اندر سے ہاتھ نکال کر وضو فرمایا جیسا کہ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی روایت میں ذکر ہے۔ (الوفا لابن الجوزی 607)

- ❖ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "بِاللّٰہِ الْعَظِیْم" تھا۔
- ❖ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش " اَللّٰہُ الْمَلِکُ" تھا۔
- ❖ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ" تھا، انکے بیٹے یزید[91] کی انگوٹھی کا نقش بھی یہی تھا۔
- ❖ سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش "عُمَرُ یُؤمِنُ بِاللّٰہِ مُخْلِصاً" تھا، امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی ذکر کیا ہے۔

نجاشی بادشاہ نے دو سیاہ رنگت والے سادہ موزوں کا تحفہ بھیجا تو آپ ﷺ نے انہیں پہنا اور اُن پر مسح فرمایا۔[92] آپ ﷺ کے پاس موزوں کی دو جوڑیاں تھیں جو آپ کو خیبر سے ملیں تھیں، نیز دو سِبْتی چمڑے کے بنے ہوئے نعلین شریفین تھے۔

آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی خشک چھال بھری ہوئی تھی۔

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر شریف کیسا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: (کھجور کی) چھال ہوتی تھی جسے (کبھی کبھار) موڑ دیا جاتا تھا، آپ ﷺ اسی پر آرام کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔

---

91 امام ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ یزید پلید کا نام سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی لکھا تھا، ہم نے ترجمہ میں اس بدبخت کو الگ کر دیا ہے، اگر علمی خیانت کا خوف نہ ہوتا تو ہم اس پلید و بے حیاء کا نام خلفائے راشدین اور اکابر کے ناموں کے تسلسل میں ذکر ہی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس کافر و بدبخت یزید پلید کو مزید سخت سے سخت عذاب میں مبتلا فرمائے۔

92 ان موزوں سے ہمارے پاکستان وغیرہ میں رائج اُونی و سوتی موزے مراد نہیں کہ ان پر مسح نہیں ہوتا بلکہ انہیں اُتار کر پاؤں دھونا ضروری ہے ورنہ وضوو غسل نہیں ہو گا، یہ چمڑے وغیرہ کے خاص موزے ہوتے ہیں جن میں پانی اندر سرایت نہیں کرتا، مزید کتب فقہ میں دیکھیں۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خیمہ جسے "کِنّ" کہا جاتا تھا اور ایک پیالہ "رَیَّانٌ" اور دوسرا "مُضَبَّبٌ" نیز پتھر کا بنا پانی کا پیالہ جسے "مِخْضَبٌ" کہتے تھے، نیز ایک "مُخَضَّبٌ" اور تھا جس میں مہندی کو پیسا جاتا تھا، پانی کا لگن جس کا نام "صَادِرَۃٌ" تیل کی بوتل جس کا نام "مَدْھَنٌ" ہاتھی دانت کی بنی ہوئی کنگھی، کہتے ہیں کہ اس کا نام "دُبُل" تھا۔

سرمہ دانی، کنیچی، مسواک، بڑا پیالہ جس کا نام "غَبْرَاء" تھا، اس میں چار کنڈے لگے ہوئے تھے نیز صاع، مُدّ، کمبل اور چارپائی جسکے اطراف لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔



"آپ ﷺ کی سواریاں"

"گھوڑے"

1۔ سَکْبٌ ، یہ وہ پہلا گھوڑا ہے جو آپ ﷺ کی ملکیت میں آیا۔

2۔ مُرْتَجِزٌ، یہ بھوری رنگت والا گھوڑا تھا نیز یہی وہ گھوڑا ہے جس کے بارے میں سیّدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تو آپ ﷺ نے انکی گواہی کو دو مردوں کے برابر قرار دیا جبکہ بعض نے اس کا نام "طِرْفٌ" اور بعض نے "نَجِیْبٌ" بیان کیا ہے۔

3۔ لَحِیْفٌ 4۔ لِزَازٌ

5۔ ظَرِبٌ 6۔ سَبْحَۃٌ

7۔ وَرْدٌ

یہاں تک کے ذکر کردہ گھوڑوں پر اہل سیرت کا اتفاق ہے۔

8۔ اُبْلُقٌ 9۔ ذُوْ العِقَال

10۔ ذُوْ اللَّمَۃ 11۔ مُرْتَجِلٌ

12۔ مِرْوَاحٌ 13۔ سِرْحَان

14۔ یَعْسُوْبٌ 15۔ یَعْبُوْبٌ

16۔ بَحْرٌ 17۔ اُدْھُمٌ

18۔ شَجَّاءُ (شَحَّاءُ) 19۔ سَجْلٌ

20۔ مُلَاوِحٌ 21۔ طِرْفٌ 22۔ نَجِیْبٌ

"خچر"

1۔ دُلْدُلْ، یہ وہ پہلا خچر ہے جس پر اسلام میں سواری کی گئی ،اسے مُقَوْقِس بادشاہ نے آپ ﷺ کے لیے تحفہ میں بھیجا تھا۔

2۔ فِضَّۃٌ [93] 3۔ شَھْبَاءُ 4۔ ایک خچر(نام ندارد)

"دراز گوش" (گدھے)

1۔ عَفْرَاءُ، اسے مقوقس بادشاہ نے آپ ﷺ کو تحفہ میں بھیجا تھا۔

2۔ اَشْھَبْ 3۔ یَعْفُوْرُ

"اُونٹ"

1۔ عَضْبَاءُ، یہ وہ اونٹنی تھی جس پر سوار ہو کر آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی۔

امام محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ ﷺ کے اس اونٹنی پر سواری فرماتے ہوئے بھی وحی کا نزول ہوتا تھا لیکن اس کے علاوہ کسی اور سواری کے وقت ایسا نہیں ہوتا،اسے چار سو درہم میں خرید گیا تھا اسی کو"قَصْوَاء "بھی کہا جاتا ہے۔

---

93 اسے روم کے عامل فروہ بن نفاثہ جذامی نے آپ ﷺ کی خدمت میں ارسال کیا تھا اور جنگ حنین کے روز آپ ﷺ اسی پر سوار ہو کر دشمنوں کو پکارتے رہے اور سیّدنا عباس و سیّدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہما نے اسی کی لگام تھامی ہوئی تھی جیسا کہ "صحیح مسلم "کی روایت میں ہے۔

2۔ جَدْعَاءُ، یہ وہ اونٹنی ہے جس پر (ایک اعرابی کا اُونٹ دوڑ میں) سبقت لے گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے اپنے ذمہ یہ اَمر لیا ہوا ہے کہ اُمورِ دنیا میں جسے عروج عطا فرماتا ہے اس کو (کبھی) پستی میں بھی ڈال دیتا ہے"۔[94]

کہا گیا ہے: وہ اونٹنی جس پر (دوڑ میں) سبقت ہوئی وہ اس (جدعاء) کے علاوہ تھی ، جبکہ بعض نے کہا ہے: تینوں ایک ہی اونٹنی کے نام ہیں۔

3۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک سرخ اونٹ پر سواری فرمائی۔

4۔ آپ ﷺ کا "ثَعْلَبْ" نامی ایک اونٹ تھا۔

آپ ﷺ نے حدیبیہ کے دن بطور ھدی ایک اونٹ روانہ فرمایا، آپ ﷺ کی بیس اونٹنیاں تھی جنہیں یسار نامی غلام "ذُوالجَدْر" کے مقام پر چرایا کرتے تھے نیز اسی جگہ سات اونٹنیاں اور تھیں (جو غالباً چرانے کے لیے کسی اور کے پاس تھیں) انہیں میں سے ایک کا نام "مروۃ" تھا۔

آپ ﷺ کے پاس سو بکریاں تھیں، انہی میں سے ایک بکری کو غَوْثَۃُ یا "غَیْثَۃُ" جبکہ دوسری کو "قَمَرٌ" نیز ایک بکری کو "یُمْنٌ" بھی کہتے تھے، اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس سات بکریاں اور ایک مرغ تھا جس کی وہ دیکھ بھال کیا کرتی تھی۔

---

94 یہ "عضباء" اونٹنی تھی جیسا کہ صحیح بخاری، سنن نسائی اور دیگر کُتُب حدیث وسیرت میں مذکور ہے، مصنف کو غالباً یہاں سہوا ہوا ہے۔

آپ ﷺ کا وصال

آپ ﷺ کے مرض وصال کا آغاز سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے جبکہ ایک قول کے مطابق سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا یا سیّدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سے ہوا تو آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات سے اجازت لی کہ بیماری کے دوران سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام فرمائیں تو سب نے اجازت پیش کر دی پس آپ ﷺ ان کے یہاں قیام فرما ہوئے ،تکلیف میں اضافہ ہو تا رہا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے ایسا بخار ہے جیسے تم لوگوں میں سے دو افراد کو ہو تا ہے"

یہ اس لیے تھا تا کہ آپ ﷺ کے اجر و ثواب میں مزید اضافہ ہو جائے۔

جب آپ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ پانی سے تر ہاتھ کو اپنے چہرۂ اقدس پر پھیرتے جاتے اور فرماتے:"اے اللہ! مجھ پر سکراتِ موت کو آسان فرما"۔

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو (زندگی اور موت کا)اختیار دیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے ملاقات کو اختیار فرمایااورآپ ﷺ کی روح ایسے حال میں قبض کی گئی جبکہ آپ ﷺ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ اقدس سے سہارالگایاہوا تھا۔

وصال کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ(63)سال جبکہ ایک قول کے مطابق پینسٹھ(65)یا سڑسٹھ(66)سال کی تھی ،آپ ﷺ نے وصال کے وقت ایک کمبل اوڑھاہوا تھا۔

کہا گیاہے: فرشتوں نے وصال کے وقت جھرمٹ لگایا ہوا تھا اور بعد اَزاں وہ تعزیت کے لیے بھی حاضر ہوئے ،اُن کی آوازآتی تھی لیکن دکھائی نہیں دیتے تھے اور یہ کہتے تھے:

"اے اہل بیت! تم پر اللہ کا سلام اوراس کی برکات کا نُزول ہو، بے شک ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور تمہیں قیامت کے روز اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مصیبت پر (صبر و تحمل کی بدولت) اجر ملتا ہے اور ہر ہلاک و فوت ہونے والے کا بدل و قائم مقام ہوتا ہے اور ہر ہاتھ سے نکل جانے والی چیز کا تدارک ہوتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی بھروسہ اوراُسی سے اُمیدیں اور آرزوئیں وابستہ رکھو کیونکہ در حقیقت محروم وہ ہے جو آخرت کے ثواب سے محروم ہوا۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ"

مروی ہے کہ یہ تعزیتی کلمات سیّدنا خضر علیہ السلام نے فرمائے تھے۔

آپ ﷺ کو قمیص میں ہی غسل دیا گیا اور تین سفید کپڑوں میں تکفین ہوئی جس میں عمامہ اور قمیص شامل نہیں تھی اورآپ کی نماز جنازہ پہلے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ پھر دیگر خاندان بنو ہاشم، پھر مہاجرین مکہ، پھر انصار نے ادا کی۔

آپ ﷺ کیلئے لحد کو کھودا گیا اور یہ سعادت سیّدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حاصل کی اور لحد شریف کو نو کچی اینٹوں سے بند کیا گیا۔

آپ ﷺ کے مرض کی مدت

آپ ﷺ کے مرض وصال کی مدت تیرہ(13)دن جبکہ بعض کے مطابق بارہ (12)دن تھی۔

آپ ﷺ کا وصال پیر کے روز، دو(2)ربیع الاوّل جبکہ ایک قول کے مطابق بارہ(12)ربیع الاوّل کو چاشت کے وقت ہوا، یہی ابن حزم اور دیگر اہل علم کے یہاں راجح ہے، جبکہ بعض نے کہا: ابتدائے ربیع الاوّل میں ہوا لیکن جمہور کے نزدیک بارہ ربیع الاوّل کو ترجیح حاصل ہے، البتہ اس میں غور کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم

وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلَّمْ وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الصَّحَابَۃِ وَ الْقَرَابَۃِ اَجْمَعِیْنَ وَعَنِ التَّابِعِیْنَ وَتَابِعِ التَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ